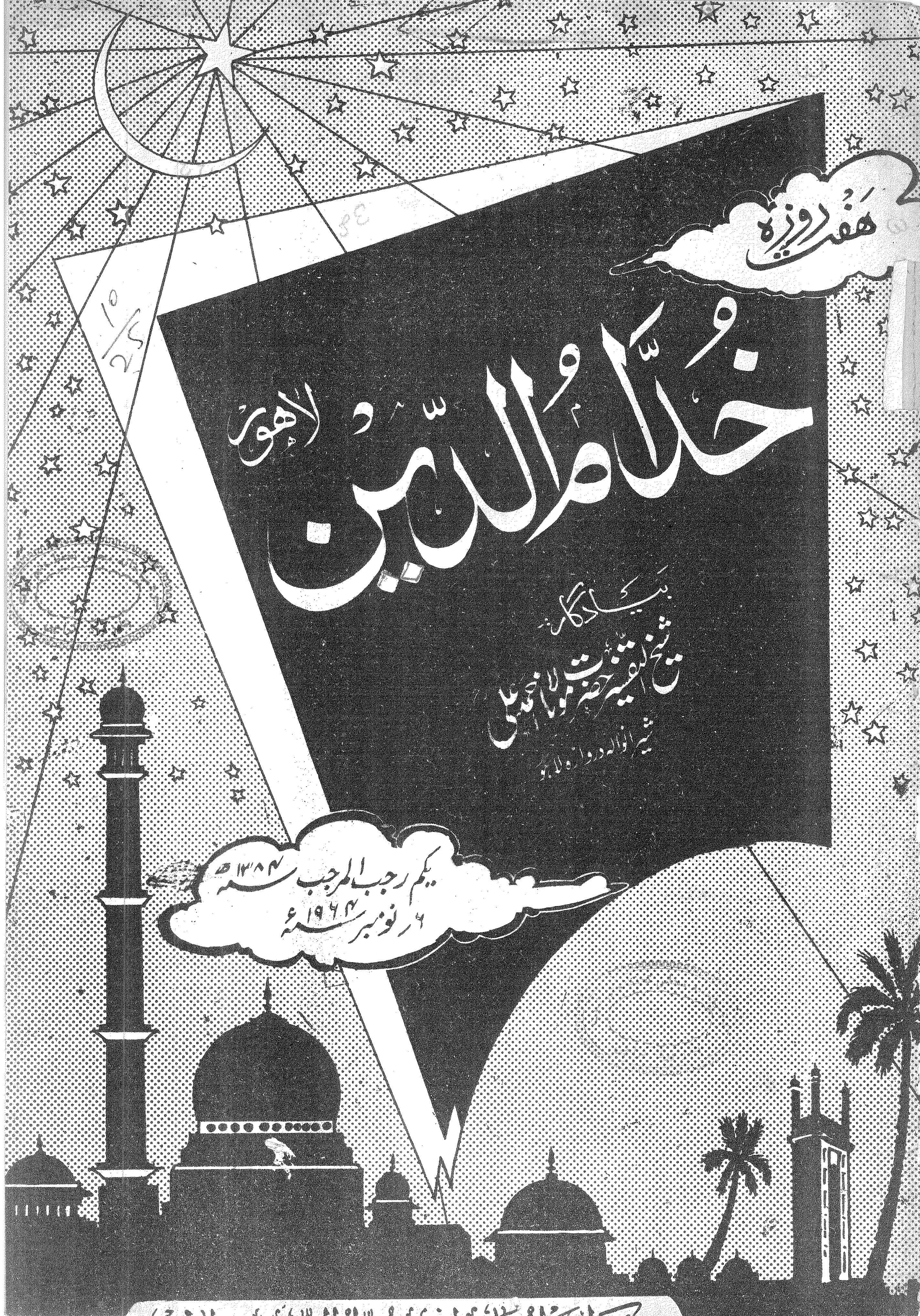

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
یکم رجب المرجب ۱۳۸۴ھ
۶ نومبر ۱۹۶۴ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاصَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ طَعَامٍ وَّلَا وَھُوَ یُدَافِعُہُ الْاَخْبَثَانِ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کھانے کے موجود ہونے کے وقت نماز (کامل) نہیں ہوتی اور ایسے ہی دو خبیث چیزوں (بول و براز) کی حاجت کیوقت۔ (مسلم)

ف:۔ امام نووی نے فرمایا ہے۔ کہ جب کھانا سامنے موجود ہو اور اس کی خواہش بھی ہو۔ تو ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ بہتر ہے۔ کہ کھانا نماز ہو جائے۔ لیکن نماز کھانا نہ بنے۔ اور ایسے ہی بول و براز کے تقاضہ کے وقت نماز مکروہ ہے واللہ اعلم۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَھُمْ اِلَی السَّمَاءِ فِیْ صَلٰوتِھِمْ! فَاشْتَدَّ قَوْلُہٗ فِیْ ذٰلِكَ حَتّٰی قَالَ لَیَنْتَھُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُھُمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ لوگوں کا کیا حال ہے۔ کہ اپنی نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ حضور اکرم نے اس بیان کی بہت سخت تاکید فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا۔ کہ لوگوں کو اس حرکت سے باز آ جانا چاہیئے۔ ورنہ ان کی نظریں چھین لی جائیں گی (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے

نظریں آسمان کی طرف اٹھانا مکروہ ہے۔ اور خصوصیت سے دعا کے وقت اس لئے کہ اس میں اللہ رب العزت کے لئے مکان معین ہونے کا شائبہ ہوتا ہے۔ اس لئے دعا کے وقت نماز کے باہر بھی نظریں آسمان کی طرف نہ اٹھانی چاہئیں۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی حالت میں اپنی نظر بلند کی تھیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے وحی نازل فرمائی کہ وَالَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ آپ نے فوراً اپنی نظروں کو پست کر دیا۔ لہذا نمازی کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کی اتباع واجب اور ضروری ہے۔ واللہ اعلم واتمہ اتم۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ ھُوَ اِخْتِلَاسٌ یَخْتَلِسُہُ الشَّیْطَانُ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَبْدِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں دائیں بائیں دیکھنے کے بارے میں دریافت کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ درحقیقت شیطان کی ایک جھپٹ ہوتی ہے۔ جس کو شیطان بندہ کی نماز سے لے سکتا ہے (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوۃِ ھَلَکَۃٌ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَفِی التَّطَوُّعِ لَا فِی الْفَرِیْضَۃِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے احتراز کرو۔ اس لئے کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا ہلاکت والی چیز ہے۔ سو اگر اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو

نماز میں نہیں (امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے

ف۔ حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نفلوں میں دائیں بائیں دیکھنے کی اجازت ہے بلکہ فرضوں میں اہتمام کرنے کی تاکید دلائی گئی ہے۔ اس لئے کہ فرائض اصل ہیں۔ اور نفل ان کا تتمہ ہیں۔ تاکہ فرضوں میں یہ فعل نہ کرے اور ان امور لغویہ سے پرہیز کرے۔ صرف اتنی گنجائش نکل سکتی ہے۔ کہ نفلوں میں بہ نسبت فرائض کے اس چیز کی کراہت کم ہے

عَنْ اَبِیْ مَرْثَدٍ کَنَّازِ بْنِ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُصَلُّوْا اِلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَیْھَا۔

حضرت ابی مرثد کناز بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ کہ قبروں کی طرف منہ کر کے نمازیں نہ پڑھو اور نہ (بغیر حاجت شرعی) ان پر بیٹھو (مسلم)

عَنْ اَبِی الْجُھَیْمِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّۃِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْہِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ قَالَ الرَّاوِیْ لَا اَدْرِیْ قَالَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْ اَرْبَعِیْنَ شَھْرًا اَوْ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً

حضرت ابوالجہیم عبداللہ بن الحارث بن الصمۃ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جان لے کہ اس پر کیا گناہ ہے تو اس کے لئے یہ چیز بہتر ہے۔ کہ وہ چالیس (سال) تک کھڑا رہے اس چیز سے کہ وہ نمازی کے سامنے سے گزرے راوی بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھ کو یہ یاد نہیں رہا کہ آپ نے چالیس دن، یا چالیس مہینے یا چالیس سال فرمائے (ان امور میں شک ہے) امام بخاری و مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

ہفت روزہ

خُدّامُ الدِّین

فون نمبر ۶۷۵۴۵

لاہور سالانہ چندہ



جلد ۱۰ | یکم رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۶۴ء | شمارہ ۲۵

سمجھا جاتا ہے ۔ مرد اس کائنات
ہے ۔ عورت شریک حاکمیت ہے ۔ بلکہ
و مدد گار ہے ۔ اسلام اور فطرت کا تق
ہے انصاف کو وسیع ترین معنوں
اگر مرد منصف ہے تو ایک سے زا
سے بھی انصاف کرسکتا ہے ۔ اور ا
منصف نہیں تو ایک ہی اپنی پھو
پر بریاں و گریاں ہوگی ۔ ہم مشاور
کی اس سلسلہ میں کارروائی کے منتظر

ایک قبیح عادت

ہمارے ملک میں تمباکو نوشی روز افزوں ہے ۔ اوائل شباب سے لے کر کبیر سنی تک کے مرد اس قبیح عادت میں مبتلا ہیں ۔ زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ عادت بچوں میں بھی گھر کر رہی ہے نشئی اشیا کے عادی بچے پتہ نہیں کس اخلاق و اطوار کے مالک ہوں گے ۔ دنیا کے بڑے بڑے سگرٹ نوش ممالک اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں ۔ کہ یہ بری عادت کئی خطرناک اور لاعلاج بیماریوں کو جنم دیتی ہے تمباکو نوشی کا مسئلہ سراسر ذاتی سطح پر حل طلب ہے ۔ البتہ معاشرتی انجمنیں اور دیندار طبقہ اس عادت میں مبتلا بھائیوں کو بذریعہ ترغیب اور پند و نصائح سے باز رکھ سکتا ہے پرانے عادی تمباکو نوش حضرات اگر یکسر عادت کو ترک نہیں کرسکتے تو کم از کم کسی حد تک اس عادت میں کمی کردیں قوت ارادی کو بروئے کار لائیں اور جس طرح ہوسکے اس عادت کے مضر اثرات سے خود کو اور آئندہ نسل کو بچائیں ۔

اس سلسلہ میں کچھ حکومت کے فرائض بھی ہیں بالخصوص بچوں کے معاملہ میں ایسا قانون وضع ہونا چاہیئے ۔ جس کی رُو سے بچوں کی سگرٹ نوشی جرم ہو اس جُرم کے لئے والدین یا سرپرست شریک کار سمجھے جائیں دوسرے حکومت کے اقدام کی یہ صورت ہے کہ سگرٹ بنانے والی کمپنیوں اور تمباکو کی کاشت میں کمی کرائے چونکہ خام تمباکو منافع بخش فصل ہے ۔ اس لئے کاشت کار اسے خوب کاشت کرتے ہیں اور سگرٹ سازی پاکستان میں دن دگنی رات چوگنی ترقی پذیر ہے ان حالات میں قوم میں سگرٹ نوشی رواج نہ پائے تو کیا ہو؟ پھر ان کمپنیوں کے اشتہارات جنہیں ہمارے اخبارات بھی آمدنی کا ذریعہ سمجھ کر چھاپتے ہیں ۔ یہ سبب فضول خرچی اور بربادیٔ صحت کا سبب بنتے ہیں حکومت ٹیکس وصول کرنے کے اور ذرائع دریافت کرے اور اخبارات آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے کوئی اور گھر دیکھیں ۔ اور اس طرح قوم کو اور آئندہ پود کو سگرٹ نوشی کی لعنت سے بچائیں ۔

حقوق نسواں

کوئی انتظامیہ مقننہ یا عدلیہ اللہ تعالےٰ اور رسول کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنے بندوں اور امتیوں سے زیادہ راحم نہیں ہے ۔ حقوق نسواں کا تحفظ قرآن نے کیا ہے ۔ اور عورتوں کی بہبود کی ضمانت حدیث نبی کریمؐ دیتی ہے ۔ اگر آج کا مسلمان مغربیت سے متاثر ہوکر عورتوں کے حقوق میں دلچسپی لیتا ہے ۔ اور اُن کو خلاف منشائے کتاب و سنت وضع کرتا ہے تو کل اسی کے ہاتھوں اس قانون کے تار پود بکھر جائینگے اگر عورتوں کے حقوق ایک اسمبلی ساخت کرتی ہے تو دوسری اُن کی تردید ترمیم بھی کرسکتی ہے دوسرے لفظوں میں جب لوگ اللہ کے بنائے ہوئے قوانین میں دست درازی کریں گے ۔ تو کبھی کچھ نہ کرسکیں گے ۔ سوائے اس کے کہ فساد اور غیر یقینی کیفیت پیدا ہو جائے ۔

عائلی قوانین جو محض جذبات کی رو میں بنائے گئے تھے کا حشر بھی کچھ ایسا سمجھ میں آرہا ہے ۔ صدر مملکت کے اعلان کے بعد جو دوسری خبر سننے میں آئی ہے ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ یہ مسئلہ اسلامی مشاورتی کے سپرد ہوگیا ہے یاد رکھئے ۔ نص کی تشریح کا حق صرف وہ علمائے کرام رکھتے ہیں ۔ جو علمی اور عملی طور پر اس کے اہل ہوں بالفاظ دیگر ماہر ہوں بالکل ایسے جس طرح دوسرے علوم و فنون ...

افسوسناک

ہم متعدد بار پرچہ میں قار
بالعموم اور ایجنٹ حضرات کی
دلا چکے ہیں کہ خدام الدین خالصتاً
ہے ۔ کسی سرمایہ دار کا تجارتی ادارہ
اس کی منفعت براہ راست دینی
منفعت ہے اور اس کا نقصان
سنت کی تبلیغ و اشاعت کو زک
نہ خدام الدین کسی سیاسی جماعت
جس کی پشت پناہ پر بھاری بھر
یا بڑے صنعت کار اور زمیندار
حضرت شیخ التفسیرؒ نے انجمن
زیر اہتمام تبلیغی مقاصد کے
ہوا ہے اس کے مادی وسائل
پرچہ کی فروخت کی آمدنی
کے ذریعہ وصول ہوتی ہے
بتانے کی ضرورت نہیں قارئین
سے بہتر جانتے ہوں گے ۔ کہ
کی بھاری اکثریت اُن صاحبان
مساجد دینی مدرسوں انجمنوں کرتے
اداروں سے وابستہ ہے ۔ ہیں کا
اپنے اسمائے گرامی سے پیشتر
"مولوی" "مولانا" "حاجی" وغیرہ
لکھتے اور لکھواتے ہیں ۔ لیکن ذریعہ
ہے کہ یہی ذی علم اور کی
حضرات "خدام الدین" کی رقوم الدین
ہیں خطوط کا جواب نہیں قال
پی جاتے ہیں پرچہ بند وسلم
تب بھی ٹس سے مس نہ
جب نا دہندہ افراد کے
شائع ہوتے ہیں انہیں
حالانکہ ہم سخت مجبور
کرتے ہیں ۔ اس حقیقت ۔ روایت ہے
لوگ ہیں اور پیشہ ور نے فرمایا
کی طرف سے بہت ...

مجلسِ ذکر

حق پرستوں کی راہ

...الرحمٰن الرحیم ۝ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

...کان محترم! یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ...بلیے جمع ہو جاتے ہیں یہ حضرتؒ کا صدقۂ جاریہ ہے ...نسبت اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی کوشش کرنی ...خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو جنت ...م نہیں چاہتے کہ کوئی شخص جہنم میں جائے ...کی ناراضگی کا سبب نہیں۔ یاد رکھئے:-

...ہیں روزِ اول سے لے کر آج ...دں کے دو سلسلے چلے آتے ...یامت تک چلتے رہیں گے۔ ...رغبت دلانے والے، ...ندی کی تابعداری کرنے والے ...ندی کی طرف دعوت دینے ...کے مٹانے ہیں شب و ...اور رضائے الٰہی کے طالب ...لۂ خیر کی کڑی بنے ہوئے ...یوں کے خوگر، دینِ حق ...شیطانی عزائم و افعال ...اغراضِ نفسانی کے اسیر ...کڑی ہیں۔

...جس قدر محبت الٰہی اور ...اللہ میں ترقی کرتا ہے ...میں اخلاقِ ربانی اور ...روانی ہوتی جاتی ہے۔ ...ت بلند ہو کر فیضانِ الٰہی ...جاتی ہے اور مرتبۂ انسانیت ...طرف دوڑتا نظر آتا ...ل، منزلِ الٰہی ہوتی ...راہوں سے ہو کر ...لیاء اللہ کی راہیں ...اگروہ قواء شیطانیہ ...ہے۔ اور ایمان باللہ ...سے دور تر ہوتا جاتا ...اثت، کفر و نفاق، ...ترقی کرتا ہے۔ ابلیسی ...آتی ہیں۔ اور وہ ...ار کرتا ہے جو شیطان ...کی راہیں ہیں۔ ...

انسان کے جسم کی ترقی اور تکمیل کے لئے قانونِ ارتقاء جاری ہے اور انسان ایک غلیظ قطرے اور رینگنے والے کیڑے سے بالآخر حسن و جمال کی ایک مورت بن جاتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح روحانیت کے بھی مدارج ہیں۔ ایمان باللہ کی بنیاد پر اعمالِ صالحہ کی عمارت جوں جوں استوار ہوتی جاتی ہے اور اس میں جس قدر ترقی ہوتی جاتی ہے۔ انسان کی معنوی زندگی ادنیٰ مرتبہ سے اٹھ کر اعلےٰ مراتبِ حیاتِ الٰہیہ تک جا پہنچتی ہے۔

اس کی ابتداء اعمالِ صالحہ کے درجہ سے ہوتی ہے اور انتہا مقامِ نبوت کے فیضان سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں سلسلۂ خیر کی کڑی بنائے، مقامِ نبوت کے انوار و تجلیات سے پوری طرح فیضیاب ہونے کی توفیق دے اور تزکیۂ نفس و اتقاء کے اعلےٰ مقام پر فائز فرمائے۔

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:-

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

ترجمہ:- آدمی انہیں کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ اُسے محبت ہوگی۔

صاف ظاہر ہے کہ اگر ہمیں نیکوں سے محبت ہوگی، نیکوں کے طریق پر چلیں گے تو یقیناً انجام بھی انہی کے ساتھ ہوگا۔ اور اگر بدوں کی صحبت میں زندگی کی بہاریں ضائع کر دیں گے، اعمالِ صالحہ سے گریز اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے گریز کریں گے تو حشر بھی بدوں کے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے:-

اَلدُّنْیَا مَزْرَعُ الْاٰخِرَۃِ

ترجمہ:- دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

جو بوؤ گے سو کاٹو گے۔ اگر دنیا میں یہ ناممکن ہے کہ جَو کا بیج ڈال کر گندم کاٹی جائے تو یہ بھی امرِ محال ہے کہ ...

آدمی بدی کا تخم بو کر آخرت میں نیکی کا ثمرہ اٹھائے ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جَو زِ جَو

پھر یہ بھی قاعدہ ہے کہ جس قدر عمدہ بیج کوئی ڈالے گا فصل بھی اتنی ہی عمدہ تیار ہوگی۔ جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہوگا—— چنانچہ جتنی زیادہ محبت آپ کو اہل اللہ سے ہوگی۔ نیکی سے رغبت بھی زیادہ ہوگی اور انجام کار مقامِ قرب بھی اسی قدر ہوگا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (النساء ع ۹۹)

ترجمہ:- اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کا فرمانبردار ہو تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا۔

اسی طرح جس قدر استقامت آپ کو نصیب ہو گی۔ حق پر ڈٹے رہنے کا جذبۂ قوی اور پائے ثبات میں استقلال زیادہ ہوگا۔ پامردی اور باطل سے ٹکرا کر اُسے پاش پاش کر دینے کا ولولہ جس شدت سے دل میں موجزن ہوگا۔ درجات بھی اتنے ہی بلند ہوں گے۔

آخر مجاہدے اور ریاضت بے معنی تو نہیں۔ اللہ تعالےٰ انسانوں کو آزمائش کی بھٹی میں ڈال کر دیکھتے ہیں اور امتحان کرتے ہیں کہ بندہ کسقدر تکلیفیں اور مصیبتیں میرے لئے اٹھا سکتا ہے۔ مسلمان ہونا کوئی بچوں کا کھیل نہیں یہ جان جوکھوں کا کام ہے ؎

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

یہ جان کا سودا ہے۔ عشاقِ حقیقی اور محبانِ صادق زندگی کے بدلے جمالِ جاناں کا نظارہ بہت ہی سستا سودا سمجھتے ہیں۔ اور جب وہ سنتے ہیں کہ زندگی کے حقیر نذرانے کے عوض جمالِ محبوب کی نعمت میسر آ رہی ہے تو ان کی آتشِ شوق بھڑک اٹھتی اور تیز تر ہو جاتی ہے ؎

یہ سن کے چلے ہیں دیوانے شاداں شاداں فرحاں فرحاں
مقتل میں جمالِ جاناں کا جاں دے کے نظارہ ہوتا ہے

اور اسی پر بس نہیں۔ وہ تو جان دے کر بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ابھی محبوب حقیقی کا حق ...

خطبہ جمعہ ۲۳ر جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۳۰ر اکتوبر ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی - اما بعد

دین اسلام ہی محبت و اخوت کا علمبردار ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (پ ۴ رکوع ۲)

ترجمہ - اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو - جیسا اس سے ڈرنا چاہیئے - اور نہ مرو مگر ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو اور سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے - اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر تمہیں اس سے نجات دی - اسی طرح تم پر اللہ اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

خدا کی امانت

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے ہمیں سید الرسل خاتم الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ایک امانت عطا فرمائی ہے جس کا نام اسلام ہے اس کے احکام کا مجموعہ قرآن اور اس پر عمل کرکے دکھلانے کے لئے جو عامل آیا - اس کا نام نامی اور اسم گرامی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حضورؐ کے نقش قدم پر چلنے کا ارشاد فرمایا ہے -

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ

ترجمہ - تمہارے لئے (اے مسلمانو) رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے - جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو -

خوف خدا

برادران اسلام خوف خدا ہی ایک ایسی لاٹھی ہے جو انسانوں کے ریوڑ کو منتشر ہوتے اور راہ ہدایت سے ادھر ادھر ہونے سے روک سکتی ہے - چنانچہ ہر مسلمان کے دل میں خداوند قدوس کا پورا پورا ڈر ہونا چاہیئے تاکہ اپنے مقدور بھر پرہیزگاری و تقویٰ کی راہ سے نہ ہٹے - اور ہمیشہ اس سے استقامت کا طالب رہے -

اے اسلام کے فرزندو! شیاطین چاہتے ہیں - کہ تمہارا قدم اسلام کے راستہ سے ڈگمگا دیں - لیکن تم کو چاہیئے کہ انہیں مایوس کردو اور مرتے دم تک کوئی حرکت مسلمانی کے خلاف نہ کرو - تمہارا جینا اور مرنا اسلام پر ہونا چاہیئے - اسی اسلام پر جس کی تبلیغ خدا کے آخری پیغمبرؐ نے ۲۳ سال تک مسلسل کبھی مکہ کے بازاروں میں، کبھی طائف کی گلیوں میں اور کبھی مدینہ کی روح پرور فضاؤں میں کی -

خدا کی رسی اور مواخات

قرآن کریم اللہ جل شانہٗ کی مضبوط رسی ہے - دیکھو! اسے مضبوطی سے تھامے رکھو یہ رسی ٹوٹ تو نہیں سکتی ہاں چھوٹ سکتی ہے - اگر سب مل کر پوری قوت سے اسے پکڑے رہوگے تو کوئی شیطان شرانگیزی میں کامیاب نہ ہوسکے گا - اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل اور ناقابل اختلال ہو جائے گی - قرآن کریم سے تمسک کرنا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قوتیں جمع ہوتی ہیں - اور ایک مردہ قوم حیات تازہ حاصل

اخوت

برادران محترم! یاد رکھیئے ایک اخوت وہ ہے - جو دو اشخاص کے درمیان خون کی وجہ سے پائی جاتی ہے - اس اخوت میں ہر ایک بھائی کا حق قانوناً - رواجاً - اخلاقاً مسلّم ہوتا ہے - اور ایک بھائی دوسرے بھائی کی مدد اور معاونت کا بچپن ہی سے خوگر ہوتا ہے - لیکن اس اخوت کا دائرہ کچھ زیادہ وسیع نہیں ہوتا - تاریخ میں سینکڑوں مثالیں ایسی ملتی ہیں کہ بھائی کا بھائی دشمن رہا اور مدت العمر ان کے تعلقات صاف نہ ہوئے - ہابیل وقابیل کا واقعہ کہ جہاں سے قتل انسانی کی ابتدا ہوئی - اس کی زندہ مثال ہے -

دوسری اخوت وہ ہے - جو اتحاد عقیدہ کی بنیاد پر پائی جاتی ہے اور ہماری مراد بھی ایسی اخوت سے ہے -

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان صحبت سے اسلام میں داخل ہونے والوں میں جو اخوت قائم ہوئی وہ اپنے تقدس میں ایسی برتر و اعلیٰ ہے - جس کی نظیر تاریخ عالم میں تلاش کرنا عبث ہے - اور زمین و آسمان اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہیں

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا کہ ایمان والوں کا تعلق دوسرے ایمان والوں سے ایک (مضبوط) عمارت (کے اجزاء) کا سا ہونا چاہیئے کہ باہم ایک دوسرے کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں پھر آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیں

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ - نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس کی محبت، آپس کے پیار، آپس کے

سی ہے۔ جو چند اعضاء سے مرکب ہوتا ہے پھر اگر ایک عضو کو تکلیف ہو جاتی ہے تب سارے جسم کے اعضاء بے خوابی و تپ و بے تابی میں اس کا ساتھ دیتے ہیں یہاں توادّ۔ تراحم اور تعاطف تین الفاظ کا استعمال فرمایا گیا ہے۔ توادّ تبلاتا ہے کہ خیر اندیشی و خیر طلبی کا وہ درجہ حاصل ہو جائے کہ اپنے اغراض و مقاصد کو دوست کی غرض و مقصد پر قربان کرنا آسان ہو۔ تراحم ظاہر کرتا ہے کہ دوست کی مصیبت کا احساس تمہارے دل میں ہو تعاطف یہ ہے کہ ایک دکھ میں ہے تو اس کا درد دوسرے کو ہے۔ ایک کا کام اٹکا ہوا ہے۔ تو دوسرا اس کی تدبیر میں لگا ہوا ہے۔ غور فرمایئے! کیا دنیا کے کسی مذہب کے پاس اسلام کے سوا محبت و اخوت کی ایسی تعلیم موجود ہے۔ صفحۂ ارضی پر رہنے والے تمام مسلمانوں کو ایک جسم کہہ کر کس قدر درس محبت و اخوت اسلام نے دیا اور احساس دلایا۔ کہ اگر مشرق کے رہنے والے مسلمان کے پاؤں میں ایک کانٹا چبھے تو مغرب میں رہنے والا دوسرا مسلمان اس کی کسک اپنے دل میں محسوس کرے شمال میں رہنے والے کسی مومن کو تکلیف پیش آئے تو جنوب میں بسنے والے مسلمان کی جان پر بن جائے اور اس کی محبت سے تڑپنے لگے

برادرانِ اسلام! اگر ہم اس تعلیم نبوت کو مشعل راہ بنالیں تو خدا کی زمین پر بسنے والے تمام مسلمان دنیا کی عظیم ترین قوت بن جائیں اور اقوام عالم میں سربلند و سرفراز ہوں اے اللہ ہمیں صحیح معنوں میں تعلیمات اسلامیہ سے فیضیاب ہونے کی سعادت نصیب فرما۔ آمین

بقیہ اداریہ ص۳ سے آگے

کہلائیں لیکن خیانت کے مجرم ہوں وہ بھی ایک ایک دینی ادارہ کے۔ ایک دفعہ راقم الحروف نے ایک بہت بڑے اخباری ادارہ کے رکن سے ٹیلیفون پر اس سلسلہ میں بات چیت کی اُس نے کہا کہ اگر ہمارا اور اُن کا ایجنٹ مشترک ہوگا تو وہ رقم وصول کروا دیں گے انہوں نے کہا۔ ذرا اپنے ایجنٹوں کی فہرست پڑھئے جب میں نے چند نام پڑھ کر سنائے تو انہوں نے کہا کہ بس بس! میں سمجھ گیا یہ آپ کے اپنے ہی آدمی ہیں ہم

ہماری اس افسوسناک داستان کی ترجمانی یہ شعر کرتا ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

خدا جانے ہم میں سے یہ ننگِ دین افراد کب راہ راست پر آئیں گے؟

ہمارا روئے سخن اُن قارئین کی طرف بھی ہے جو اخبار فروشوں سے پرچہ خدام الدین لیتے ہیں اور ایجنسی کی تضحیک اور ہماری مالی مشکلات کا سبب بنتے ہیں آپ میں سے اکثر حضرات نے یہ مثال سنی ہوگی کہ مغربی ممالک میں اخبار فروش بچے ایک جگہ اخبار رکھ دیتے ہیں خریدار قیمت وہیں رکھ کر اخبار لے جاتے ہیں کبھی بددیانتی کی اطلاع نہیں ملی۔ کاش یہ غایت درجہ ایمان داری ہم مسلمانوں میں ہوتی جو غریب اخبار فروشوں کی رقوم شاید حلال سمجھ کر کھا جاتے ہیں۔ ہم اسلام کے نام پر خدام الدین کے قارئین سے اپیل کرتے ہیں کہ کم از کم اس دینی پرچہ کا تو گلا نہ گھونٹیں اسے پڑھنے کا شوق پیدا کریں۔ اور بروقت ادائیگی کریں تاکہ ہم ایجنٹ حضرات سے وصول کر سکیں اور اُن کے پاس رقم ہضم کرنے کے لئے کوئی عذر نہ ہو۔

خواص انسانیت

انسان کے امتیازی خاصے

انسان کیا ہے؟ اور اس کے امتیازی خاصے کیا ہیں امام ولی اللہ دہلویؒ کی حکمت کی رو سے اس کی تشریح حسب ذیل ہے۔

۱۔ عقل انسانی۔ انسان بھی ایک حیوان ہے۔ اور اکثر حیوانات سے جسمانی طور پر کمزور ہے لیکن اس میں اُن خواص کے علاوہ جو سب حیوانات میں پائے جاتے ہیں۔ ایک ملکی نور بھی ہے جسے عقل کہتے ہیں۔ یہ انسان کے ذہن کا ایک حصہ ہے۔ عقل کی بدولت انسان نہ صرف اپنی جسمانی کمیوں کو پورا کرتا ہے۔ بلکہ کائنات کی ہر شے پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور انہیں مسخر کرکے اُن سے کام لیتا ہے

انسان اپنی عقل کے ذریعے سوچتا ہے۔ اور سوچ بچار کے نتیجے بیان کر سکتا ہے۔ اس سے علوم پیدا ہوتے ہیں

۲۔ آلات کا استعمال۔ جب انسان کسی چیز کو اپنی بدنی قوت سے حاصل نہیں کر سکتا تو دوسری چیزوں کو اپنے مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ

ایک پھل لگا ہوا دیکھتا ہے۔ جس تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچ نہیں سکتا وہ ڈھیلا اٹھا کر مارتا ہے۔ یا کسی درخت کی لمبی ٹہنی سے اُسے گراتا ہے۔ یہ آلے کا استعمال ہے۔ حیوانات ایسا نہیں کرتے

انسان آلات کا استعمال کرتا ہے۔ اور اس طرح اپنی مشکل آسان کرتا ہے۔ آلات کے استعمال سے صنعتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اب تو انسان نے آلات کے استعمال میں بے انتہا ترقی کر لی ہے۔ عظیم الشان کلیں اور نہایت پیچیدہ اور نازک آلات بنا لیے ہیں۔ جن کی مدد سے تھوڑی محنت اور تھوڑے وقت میں بڑے بڑے نتائج حاصل کرتا ہے

ہمارے پرانے حکماء انسان کی تعریف یہ کرتے رہے ہیں۔ کہ وہ عقل رکھنے والا ایک حیوان ہے۔ موجودہ صنعتی ترقی نے اس تعریف کو نامکمل بنا دیا ہے۔ اور آلات کا استعمال انسان کا ایک ضروری خاصہ قرار پا گیا ہے۔ چنانچہ امام ولی اللہ دہلویؒ کے فرزند جلیل حضرت شاہ رفیع الدین نے انسان کی مکمل تعریف کی ہے فرماتے ہیں۔

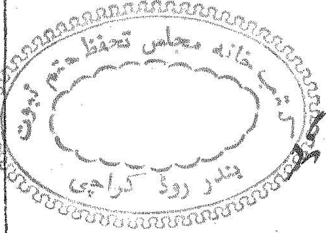
وَمَا یَتَفَکَّرُوْا وَیَصْنَعُ بِالْاٰلَاتِ اِنْسَانًا اَرْضِیًّا (تکمیل الاذہان باب ثالث)

جو عقل سے سوچتا ہے اور آلات کے استعمال سے اشیاء بناتا ہے وہ اس زمین پر بسنے والا انسان ہے

۳۔ اجتماع کا استعمال۔ انسان کا یہ بھی خاصہ ہے کہ جب کسی بڑے کام کو اکیلا نہیں کر سکتا مثلاً دریا پر پل بنانا یا شہر میں اچھا نظام پیدا کرنا تو دوسروں کو اپنا ہم خیال بنا کر اس کام میں شریک کرتا ہے۔ اور ایک اجتماع پیدا کرتا ہے وہ اجتماع اُس کام کو جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے چنانچہ تھوڑے وقت اور تھوڑی محنت سے اسی طرح زیادہ نتائج حاصل ہوتے ہیں جس طرح مشین اور آلات کے استعمال سے غرض انسان وہ ہے جو عقل سے سوچے علوم پیدا کرے اور آلات کے استعمال سے صنعتیں پیدا کرے اور بڑے بڑے کام اجتماع کے استعمال سے سرانجام دے اس طرح اپنی زندگی کی مشکلات کو آسان کرے جو لوگ سوچتے نہیں اور آلات و اجتماع کا استعمال نہیں کرتے۔ وہ ترقی یافتہ انسان نہیں ہیں۔

شائع کردہ:۔ ولی اللہ سوسائٹی پاکستان لاہور

ایچ عبد الرحمن - شیخوپورہ



سورۃ الفیل کی تفسیر

وجہ تسمیہ

یہ سورۃ مکّی ہے۔ اس میں پانچ آیتیں تئیس کلمے اور ننانوے حروف ہیں۔ اور اس سورۃ کا نام سورہ فیل اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں اصحاب فیل کا قصّہ مذکور ہے۔ اور یہ قصہ اللہ تعالےٰ کی قدرتِ کاملہ کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے قہر الہٰی کے اسباب کو بڑے سے بڑا جانور جو ہاتھی ہے تحمّل نہ کر سکا۔ تو اس کے قہر کے بڑے بڑے اسبابوں کو کون تحمّل کر سکے گا اور اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ اُس کے گھر کی بے حرمتی کرنا اس درجہ کے قہر کا سبب ہوًا تو اُس کے دین اور اُس کے پیغمبر کی ہتک عزت کیا کچھ کرے گی؟

یہ قصّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پچاس روز پہلے ہوًا تھا گویا کہ آنحضرت کی نبوّت کی علامات سے اس قصّہ کو اس سورۃ میں یاد دلایا ہے تاکہ اس سے عبرت پکڑیں تاکہ رسول اللہ کی ہتک عزت میں پیش قدمی نہ کریں۔ جن کی برکت سے ان کی مدد کے لئے عالمِ غیب سے تائید الہٰی پہنچی۔

شانِ نزول

اس قصّہ کے واقع ہونے کا سبب یہ تھا کہ ایک حبشی ابرہہ نام شاہِ حبشہ نجاشی کی طرف سے یمن کا صوبہ دار ہو کر آیا تھا۔ اس نے یمن کے لوگوں کو دیکھا کہ حج کے موسم میں ہر طرف سے نذر اور نیازیں لے کر مکّہ معظّمہ کو جاتے ہیں۔ پوچھا کہ یہ لوگ کیا ارادہ رکھتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں؟

اور سرکشی نے اس کافر مردود کے دل میں جوش مارا اور اس نے حکم دے دیا کہ خانہ کعبہ کے مقابلہ میں اس شہر میں بھی ایک گھر تیار کرو۔ پھر صنعا میں جو کہ یمن کا پایہ تخت ہے اچھے خوشرنگ پتھروں کا ایک کلیسا بنایا اور اس کا قلیس نام رکھا۔ اور اور اس کے در و دیوار کو زر و جواہر سے مُرصّع اور مزیّن کیا اور بُتوں کو اچھے اچھے لباس پہنا کر خوب زر و زیور سے آراستہ کر کے اس گھر میں بٹھلایا۔ اور عطر و گلاب اس کے در و دیوار پر چھڑکایا اور عُود و عنبر کی انگیٹھیاں روشن کروائیں اور اس کے گرداگرد مسافروں کے واسطے بہت عمدہ مکانات تعمیر کرائے اور اپنے تمام ملکوں میں اعلان کرا دیا کہ سب لوگ اس گھر کے طواف کے لئے حاضر ہوًا کریں۔ یہ بات مکّہ معظمہ کے رہنے والوں پر بالعموم اور قریشیوں پر بالخصوص شاق گذری۔

اسی عرصہ میں ایک شخص (بنی کنانہ کی قوم کا) بادشاہ سے مل کر اس گھر کی صفائی اور جاروب کشی پر مقرر ہوًا۔ پھر جب چند روز گذرے تو ہر وقت بے تکلّف آنے جانے لگا ایک رات اس گھر میں جابجا پاخانہ کر کے بھاگ گیا۔ صبح کو جو لوگ اس گھر میں آئے تو یہ معاملہ دیکھ کر اُلٹے پھرے اور اس معاملہ کی خبر بادشاہ کو پہنچائی۔ اس نے حکم دیا کہ اس معاملہ کی تحقیق کرو کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ آخر ثابت ہوًا کہ یہ کام مکّہ کے رہنے والے نے کیا ہے۔ اس بات سے وہ مردود بہت غصّہ ہوًا اور چاہا کہ اس کے بدلہ میں خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرے۔ وہ اسی خیال میں تھا کہ ایک اور نیا شگوفہ کھلا۔ کہ

اُس گھر کے متصل شب باش ہوًا۔ صبح کو چلتے وقت آگ جلائی تھی کہ کوئی چیز گری پڑی ہو تو نظر آ جائے۔ اتفاقاً اس وقت ہوا تیز چلنی شروع ہو گئی۔ اور آگ اُڑ کر اس گھر کے اسباب اور سامان میں جا لگی اور تمام فرش فروش اور زیور و جواہر اُس گھر کا جل گیا۔ اور در و دیوار اور نقش و نگار دھوئیں کی وجہ سے سب خاک سیاہ ہو گئے۔ قافلہ والوں نے جو یہ معاملہ دیکھا ڈر کر بھاگے۔ بادشاہ نے پھر حکم دیا کہ اس بات کی تحقیق کرو کہ یہ حرکت کس نے کی ہے؟

جب اس بات کی خوب چھان بین ہوئی تو معلوم ہوًا کہ یہ حرکت بھی مکہ والوں ہی سے ہوئی ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کو بہت غصہ آیا۔ تو بہت سی فوج اور بارہ ہاتھی (اُن میں سے ایک کا نام محمود تھا، جو قد و قامت میں نہایت بڑا اور قوی تھا اور سب ہاتھیوں سے آگے آگے چلا کرتا تھا) ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے گرانے کو چلا راستہ میں جو شہری اور قوم ملتی وہ لوگ عاجزی اور زاری کرتے تھے۔ کہ اس گھر کو نہ چھیڑو۔ اور جو تو چاہے اس کے بدلہ میں ہم سے لے لے۔ اُس مردود نے ہرگز قبول نہ کیا۔ یہاں تک کہ مکّہ معظمہ کے قریب پہنچا۔ اور مکہ والے یہ خبر سن کر اپنے بال بچوں اور اسباب کو لیکر پہاڑوں پر چلے گئے۔ مگر آنحضرتؐ کے دادا عبدالمطلب تنہا مکّہ معظمہ میں رہ گئے جب یہ حال دیکھا تو وہ بھی حیران اور پریشان ہو کر مدد غیبی کے منتظر تھے کہ یکایک جدّہ کی طرف سے جو دریائے شور کی بندرگاہ ہے اور مکّہ معظمہ سے مغرب کی جانب واقع ہے سبز چڑیوں کے غول کے غول جمع ہو کر ابرہہ کے لشکر کی طرف متوجہ ہوتے اور ہر چڑیا کے پاس تین تین کنکریاں تھیں جو مسُور سے بڑی اور چنے سے چھوٹی تھی ایک تو چونچ میں اور دو دو پنجوں میں۔ پھر جب اس لشکر کے برابر پہنچیں۔ تو انہوں نے ان کنکریوں کو گرانا شروع

کہ جس کے سر پر لگتی تھی۔ تو اُس کے پاخانہ کی راہ سے نکل جاتی تھی۔ اور اس کے تمام اندرونی حصہ کو جلا دیتی تھی اور یہ حادثہ وادیٔ محسّر میں ہوا تھا جو مکہ معظمہ سے چھ کوس پر عرفات کے راستہ میں ہے۔ اور وہ لشکر اس حالت میں اس جنگل میں تھا اور بڑا ہاتھی محمود نامی نے اس جنگل میں گھٹنے ٹیک دئے اور ٹھٹک رہا تھا۔ اور ہرگز آگے قدم نہ رکھتا تھا۔ دوسرے ہاتھی بھی ٹھٹک رہے تھے اور جب ہاتھیوں کو یمن کی طرف لے جاتے تو جلد جلد چلتے تھے اور جب کعبہ شریف کی طرف ہانکتے تو گھٹنے ٹیک کر بیٹھ جاتے اور آگے قدم نہ رکھتے تھے۔ بادشاہ نے فیل بانوں کو دھمکی دی اور غصہ کا اظہار کیا کہ یہ سب تمہاری شرارت ہے تم چاہتے ہو کہ یہ اس گھر کا معتقد ہو جائے سو میں ایسی باتوں پر اعتقاد نہیں رکھتا۔ یہ تو اسی گفتگو میں تھا کہ چڑیوں کے غول آ پہنچے اور تمام لشکر کو ہاتھیوں سمیت غضب الٰہی نے پامال کر ڈالا اور ان کے پاس جو مال و متاع تھا سب اُسی جنگل میں پڑا رہ گیا۔ مکہ کے لوگوں نے جو پہاڑوں پر بھاگ گئے تھے ان کی تباہی اور خرابی دیکھی تو ایک دم اتر کر لُوٹنا شروع کر دیا اور دنیا کی دولت و اسباب خوب لُوٹ کر جمع کر لی اور قریشیوں میں جو دولت تھی تو وہی دولت تھی اور وہ کنکریاں نبوت کے وقت تک بلکہ اس کے بعد بھی لوگوں کے گھروں میں تھیں۔ (تفسیر عزیزی)

آنحضرتؐ کے دادا عبدالمطلب اُس وقت قریش کے سردار اور کعبہ کے بڑے متولی تھے۔ جب اُن کو خانہ کعبہ کے گرائے جانے کی خبر ہوئی تو فرمایا "لوگو! اپنا بچاؤ کر لو کعبہ جس کا گھر ہے وہ خود اس کو بچا لے گا"۔

ابرہہ نے راستہ صاف دیکھ کر یقین کر لیا کہ اب کعبہ کا گرانا کوئی مشکل کام نہیں کیونکہ ادھر

سمندر کی طرف سے سبز اور زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے پرندوں کی ٹکڑیاں نظر آئیں ان عجیب و غریب پرندوں کے غول کے غول لشکر پر کنکریاں برسانے لگے۔ خدا کی قدرت سے وہ کنکریاں بندوق کی گولی سے زیادہ کام دیتی تھیں جس کے لگتی ایک طرف سے گھس کر دوسری طرف نکل جاتی اور ایک عجیب طرح کا زہریلا مادہ چھوڑ جاتی تھی بہت سے وہیں ہلاک ہوئے جو بھاگے وہ دوسری بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر مرے۔

اس واقعہ سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی فوق العادت حفاظت فرمائی ہے تو وہ اس گھر کے سب سے مقدس متولی اور سب سے بزرگ پیغمبر کی حفاظت بھی اسی طرح کریگا۔ اور عیسائی یا کسی دوسرے مذہب کو یہ موقع نہ دے گا کہ وہ کعبہ اور کعبہ کے سچے خادموں کا استیصال (جڑ سے اکھیڑنا) کر سکیں۔

ترجمہ و تفسیر

۱۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝ (پ ۳۰۔ ع ۳۰)

ترجمہ:۔ کیا تُو نے نہ دیکھا؟ کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں سے کیا کیا؟

یعنی ہاتھی والوں کے ساتھ جو معاملہ تیرے رب نے کیا وہ تم کو ضرور معلوم ہوگا کیونکہ یہ واقعہ نبیؐ کی ولادت سے چند روز پیشتر (۵۵) ہوا تھا اور نہایت شہرت کی وجہ سے بچہ بچہ کی زبان پر تھا اُسی قربِ عہد اور تواتر کی بنا پر اس کے علم کو رُوئیت سے تعبیر فرما دیا۔ جو بات تواتر سے ثابت ہوتی ہے وہ دیکھنے کا حکم رکھتی ہے۔

۲۔ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ۝

ترجمہ:۔ کیا اُن کا داؤ غلط نہیں کر دیا۔

مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ چاہتے تھے۔ کہ اللہ کا کعبہ اجاڑ کر اپنا مصنوعی کعبہ آباد کریں یہ نہ ہو سکا۔ اللہ نے اُن کے سب داؤ پیچ غلط اور کل تدبیریں بے اثر کر دیں۔ کعبہ کی تباہی

کے فکر میں وہ خود ہی تباہ و برباد ہو گئے۔

۳۔ وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ۝

ترجمہ:۔ اور اُن پر اُڑتے جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں بھیجتے۔

ابابیل کے لفظی معنی جوق در جوق کے ہیں۔ تاکہ لوگ معلوم کر لیں کہ تائیدِ الٰہی کے سبب سے ضعیف مخلوق بڑی قوی مخلوق کو زیر کرتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بادشاہ حبشہ کی طرف سے یمن میں ایک حاکم ابرہہ نامی تھا اس نے دیکھا کہ سارے عرب کعبہ کا حج کرنے جاتے ہیں چاہا کہ ہمارے پاس جمع ہوا کریں اس کی یہ تدبیر سوچی کہ اپنے عیسائی مذہب کے نام پر عالی شان گرجا بنایا جائے جس میں ہر طرح کے تکلفات و راحت اور دلکشی کے سامان ہوں۔ اس طرح لوگ اصلی اور سادہ کعبہ کو چھوڑ کر اس مکلّف و مرصّع کعبہ کی طرف آنے لگیں گے اور مکہ کا حج چھوٹ جائیگا۔ چنانچہ صنعا میں جو یمن کا بڑا شہر ہے اپنے مصنوعی کعبہ کی بنیاد رکھی۔ اور خوب دل کھول کر روپیہ خرچ کیا اس پر بھی لوگ ادھر متوجہ نہ ہوتے عرب کو خصوصًا قریش کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی سخت غصے ہوئے کسی نے غصہ میں آ کر وہاں پاخانہ پھر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بعض عرب نے آگ جلائی تھی ہوا سے اُڑ کر اس عمارت میں لگ گئی۔ ابرہہ نے جھنجھلا کر کعبہ شریف پر فوج کشی کر دی۔ بہت سا لشکر اور ہاتھی لے کر اس ارادہ سے چلا کہ کعبہ کو گرا دے۔ درمیان میں عرب کے جس قبیلہ نے مزاحمت کی اُسے مارا اور مغلوب کیا۔

۴۔ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ۝

ترجمہ:۔ اُن پر پتھر کی کنکریاں پھینکتے تھے۔

(سجیل کھنگر کو کہتے ہیں) وہ مٹی جو پک کر پتھر کی طرح ہو جائے۔ رمی کے معنی پھینکنا۔

۵۔ فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ ۝

ترجمہ:۔ پھر ان کو کھائے ہوئے بھس کی طرح کر ڈالا۔

عصف کے معنی چارہ اور ماکول کے معنی کھایا ہوا۔

[illegible]

میاں غلام حسین صاحب لاہور

حفظ لسان

یعنی زبان کو غیر ضروری یا زائد از ضرورت باتوں سے روکنا

زبان کا جسم بہت چھوٹا ہے لیکن اس کا جرم بہت بڑا ہے

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ پارہ ۲۷ (سورۃ الرحمٰن آیت ۱ تا ۴)

ترجمہ: رحمٰن ہی نے قرآن سکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور پیدا کر کے اس کو دوسرے حیوانوں کی طرح گونگا نہیں چھوڑا۔ بلکہ اپنی مہربانی سے اُسے بولنا سکھایا۔ طاقت گویائی کا عطیہ اللہ تعالیٰ کا ایک احسان عظیم ہے۔ اس کے ذریعے انسان اپنا مافی الضمیر دوسروں پر ظاہر کر سکتا ہے۔ اور جس بات کی سمجھ نہ آئے دوسروں سے دریافت کر سکتا ہے۔ زبان انسان کے اندرونی اسرار ظاہر کرنے کا آلہ ہے تو کیا جس خدا نے ان اسرار کے ظاہر کرنے کا آلہ پیدا کیا ہے وہ انسان کے اندرونی اسرار کو نہیں جانتا۔ یقیناً جانتا ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے مگر وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور تمہاری ہر کھلی چھپی بات خلوت میں ہو یا جلوت میں سب کو جانتا ہے بلکہ دلوں میں اور سینوں میں جو خیالات گزرتے ہیں ان کی بھی خبر رکھتا ہے غرض وہ تم سے غائب ہے لیکن تم اُس سے غائب نہیں ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر و باطن کو اچھی طرح جانتا ہے۔ کوئی چیز بھی اس سے مخفی نہیں ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ گویائی کو سعادت حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا چاہیئے۔ بُری بات سے بچنا چاہیئے اور صرف کلمہ خیر ہی منہ سے نکالنا چاہیئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ غیر ضروری کلام سے بچو تکلم کے بعد تمہاری گفتگو تمہاری مالک بن جاتی ہے پہلے وہ تمہاری مملوکہ تھی۔ انسان اتنا پاؤں سے نہیں پھسلتا جتنا زبان سے پھسلتا ہے۔

کسی بزرگ کا قول ہے کہ زبان سانپ ہے اور منہ اس کا گھر ہے اس کو حفاظت سے رکھ کہیں تمہیں ڈس نہ جائے۔ زبان حق تعالیٰ کی عجائب صنعت میں سے ہے جو بظاہر تو گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ لیکن درحقیقت سارے جسم پر اس کا تصرف اور قبضہ ہے زبان نائب عقل ہے اور کوئی چیز احاطہ عقل سے باہر نہیں ہے جو کچھ عقل وہم اور خیال میں آتا ہے زبان اس کی ترجمان ہے سب کچھ بیان کر دیتی ہے۔ جسم کے باقی اعضا یہ کام نہیں کر سکتے۔ آنکھ دیکھتی ہے کان سنتے ہیں اور سماعت کا تعلق صرف آواز اور اصوات کے ساتھ ہے لیکن زبان کی حکومت جسم کی ساری مملکت میں جاری ہے۔ ساری صوتیں دل سے لے کر بیان کرتی ہے مثلاً جب دل غمگین اور آزردہ ہوتا ہے تو تضرع و زاری کرنے لگتی ہے اور نوحہ و درد کے الفاظ نکالنے لگتی ہے اور دل کی آگ کے بخارات دماغ میں چڑھ کر آنکھوں سے باہر نکلنے لگتے ہیں بشاشت اور خوشی کی حالت میں زبان سے راحت اور خوشی کے الفاظ نکلنے لگتے ہیں غرض دل کی حالت کے مطابق زبان پر کلمات جاری ہوتے ہیں۔ زبان جب کلمہ حق کہتی ہے تو دل روشن ہو جاتا ہے اور جب بری بات کہتی ہے تو دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے زبان کی شر اور آفتوں سے بچنا ضروریات دین میں سے ہے۔ جب تک طاقت گویائی کام کرتی ہے۔ زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھو اور بیہودہ باتوں سے بچنے کی کوشش کرو۔ بغیر ضرورت کے بات نہ کرو اگر ضرورت کے وقت کرو تو چلا کر نہ کرو اگر اونچی آواز سے بولنا کوئی کمال ہوتا تو گدھے کی آواز پر خیال کرو وہ بہت زور سے آواز نکالتا ہے مگر کسقدر کریہہ اور کرخت ہوتی ہے بہت زور سے بولنے میں بسا اوقات انسان کی آواز بھی ایسی ہی بے ڈھنگی اور بے سُری ہو جاتی ہے۔

انسان کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے اس کے تمام لکھا جاتا ہے

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ (پارہ ۲۶ سورۃ قٓ آیت ۱۸)

ترجمہ: وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک ہوشیار محافظ ہوتا ہے۔

انسان کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے اس کے تمام لکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے ہر وقت اس تاک میں لگے رہتے ہیں کہ جو لفظ اس کے منہ سے نکلے اس کو لکھ لیں۔ اس لیے سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیئے۔ زبان سے ایسا کوئی لفظ نہ نکلے جس کے لیے بعد میں پچھتانا پڑے زبان سے بڑھ کر کوئی بدتر چیز انسان کو نہیں دی گئی۔ اس کا قید میں رکھنا ضروری ہے۔ زبان کو اگر پوری طرح قابو میں رکھا جائے تو یہی زبان انسان کو تخت پر بٹھا دیتی ہے اور اگر قابو سے باہر ہو جائے تو یہی زبان ذلت اور رسوائی کا ذریعہ بن جاتی ہے اس لیے گفتگو میں احتیاط لازمی اور ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انسان کے اسلام کے درست اور صحیح ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں اور باتوں کو چھوڑ دے۔ احیاء العلوم میں ہے کہ ہر لایعنی کلام کا حساب ہوگا اور جس چیز کا حساب و مواخذہ ہو اُس سے خلاصی یقینی نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو تمام اعضائے بدن زبان سے خوشامد کر کے کہتے ہیں کہ تو ٹھیک رہنا اگر تو ٹھیک رہی تو ہم بھی درست رہیں گے اگر تو بگڑی تو ہم سب بگڑ جائیں گے لہٰذا لازم ہے کہ ہر ممکن طریقہ سے زبان کی حفاظت کریں۔ بغیر سوچے کبھی بات نہ کریں اور جہاں تک ہو سکے زبان کو اللہ کے ذکر اور تلاوت کلام اللہ میں مشغول رکھیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

مزن بے تامل بگفتار دم
نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم

خاموشی کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔

زیادہ باتیں کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ یہ سبکی دماغ کی علامت ہے اس سے عزت اور شان میں فرق آتا ہے نصائح لقمان حکیم میں ہے ؎

بہ طبعم ہیچ مضمون بہ زلب بستن نمے آید
خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمے آید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

۱۔ آدمی کا رتبہ خدا کے نزدیک صرف خاموشی کی وجہ سے ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔

۲۔ آپ نے ابوذرؓ سے فرمایا۔ اے ابوذر! کیا میں تجھے ان دو خصلتوں کی خبر نہ دوں جن کا بوجھ پیٹھ پر بہت ہلکا اور نامہ اعمال کے ترازو میں بہت بھاری ہے۔ ابوذرؓ نے عرض کیا ہاں فرمایئے آپ نے فرمایا ایک خاموشی ہے اور دوسرے نیک خوئی۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مخلوق نے ان دو خصلتوں سے بہتر کوئی کام نہیں کیا۔

۳۔ آپ نے فرمایا جو شخص اس کی حفاظت کرے گا جو اس کے دونوں جبڑوں میں ہے یعنی زبان کی اور جو اس کی دونوں ٹانگوں میں ہے۔ یعنی شرمگاہ کی۔ تو میں اس کے لیے جنت کا ذمہ دار ہوں۔

زبان کی آفتیں بہت ہیں اور انسان کے لیے ان سے بچنا بہت مشکل ہے آدمی کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے بغیر ضرورت کے بات نہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بنی آدم کی بہت سی خطائیں ان کی زبان کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے کہا کہ ہمیں آپ ایسی بات سکھایئے جس سے ہم بہشت میں پہنچ جائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا بولا نہ کرو۔ لوگوں نے عرض کی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا سوائے نیک بات کے کچھ نہ کہا کرو۔

[illegible] علیہؒ فرماتے تھے [illegible] نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جس نے زبان بند کی ہو اور نیکیاں اس کے اعمال میں پیدا نہ ہوئی ہوں۔

ربیع بن خثیمؒ نے بیس برس تک دنیا کی کوئی بات نہیں کی تھی۔ جب صبح کو اٹھتے تو قلم اور کاغذ اپنے پاس رکھ لیتے اور جو کہنا ہوتا اس پر لکھ دیتے اور رات کو اپنے آپ سے اس کا حساب لیتے۔

حضرت لقمان حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں جایا کرتے تھے اور داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے تھے حضرت لقمان یہ چاہتے تھے کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ کیا چیز ہے مگر آپ پوچھتے نہ تھے۔ یہاں تک کہ کافی عرصے میں حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے تیار کیا اور اسے پہن کر دیکھا اور فرمایا لڑائی کے لیے یہ اچھا لباس ہے۔ اس وقت حضرت لقمان کو حقیقت معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ خاموشی میں بڑی حکمتیں ہیں مگر کسی کو اس کی طرف رغبت نہیں ہے۔ خاموشی میں انسان بہت سی آفتوں سے بچ جاتا ہے۔

طریق کار

ہر ممکن طریقہ سے زبان کی حفاظت کریں اور بدوں سوچے کوئی بات نہ کریں۔ بات کرتے وقت خیال رکھیں کہ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے تمہاری ہر بات کو سنتا ہے اور ہر عمل کو دیکھتا ہے بولتے وقت یہ خیال رکھیں کہ کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکلے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو اگر کوئی بات خلاف شریعت نکل جائے تو فوراً توبہ سے اس کا تدارک کریں۔ اپنے اوقات کا اکثر حصہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں صرف کریں۔

حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اس سے قتال کفر ہے اس سے بچنا چاہئے۔ مسلمان تو درکنار کفار کو بھی گالی دینے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

دوسروں پر لعنت سے بھی پرہیز کیا جائے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس پر لعنت کی جاتی ہے اگر وہ لعنت کا مستحق نہیں ہوتا تو یہ لعنت اس کہنے والے پر لوٹ آتی ہے۔

جھوٹ، چغلخوری، اور غیبت سے بھی بچتے رہو۔

جھوٹ سے کنارہ کش رہو۔ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ سچ بولو اور جھوٹ سے بچتے رہو۔ چغلخوری ایک بدترین عیب ہے اور عذاب قبر کا باعث ہے۔

غیبت کا مذموم ہونا قرآن کریم اور احادیث نبوی سے ظاہر ہے غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غیبت زنا سے سخت تر ہے۔

غرض زبان کی آفتیں ان گنت ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ زبان کا جسم تو بہت چھوٹا ہے لیکن اس کا جرم بہت بڑا ہے۔ کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکلنے دو جو بعد میں ندامت کا باعث ہو۔

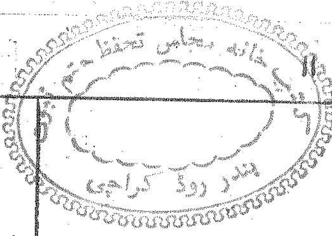
امام ولی اللہ اور انقلاب

محض لوٹ مار کرنے کے لئے مرنے کی تیاری کر لی جائے تو اسے انقلاب نہیں کہتے انقلاب کے لئے پہلے ایک امر حق معین کرنا ضروری ہے۔ پھر اسے کسی خطۂ زمین میں جاری کرنے کے لئے جد و جہد کرنا لازم ہے اس امر حق کو کسی جگہ قائم کرنے کے لئے جد و جہد میں جان و مال سب کچھ قربان کر دینے کا نام انقلاب ہے۔ صـ۱۵۱/۳

(امالی مولانا عبید اللہ سندھی)

امام ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات کا تمامتر رنگ قرآن حکیم کی پیروی میں انقلابی ہے اگر انقلاب سے مراد یہ ہے کہ کسی تحریک کا ایک نصب العین ہو اس کے لئے لڑنے والی جماعت ہو اور اس کا ایک نظام عمل (پروگرام) ہو تو یہ سب چیزیں حضرت امامؒ کی تعلیمات سے صاف طور پر سمجھ میں آ جاتی ہیں۔

اس تعلیم کو غالب کرنے والی سوسائٹی عدم تشدد کی پابندی سے پیدا ہوتی ہے۔ جسے حضرت امامؒ فیوض الحرمین میں خلاف باطنہ قرار دیتے ہیں لائحہ عمل خود قرآن حکیم بیان کرتا ہے۔ جہاں کسی جزوی معاملے میں اس کتاب عظیم سے یا اس پر عمل کرنے والے اولین انقلابیوں کے عمل سے جنہوں نے حجاز میں کام کیا کوئی روشنی براہ راست نہ مل سکے۔ وہاں سوسائٹی کے لیڈر خود مناسب راہ عمل تلاش کریں گے۔



عبدالرحمن نودولی

تین واقعے

۱ ایمان ویقین

غزوۂ خندق میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے خندق کھودنے میں مصروف تھے تو اس وقت حضرت طلحہؓ نے دیکھا کہ اس پیارے نبیؐ کے چہرے پر بھوک اور تکان کے آثار نمودار ہیں آپ فوراً گھر واپس آئے اور اپنی بیوی ام سلیم سے دریافت کیا کہ گھر میں کچھ بکری یا دُنبہ موجود ہے تاکہ حضورؐ کی دعوت کیجائے مگر گھر میں سوا ایک چھوٹے سے بکری کے بچے کے کچھ نہیں تھا۔ جو صرف تین چار آدمیوں کے کھانے کے لئے کافی تھا آخر اس کو ذبح کیا گیا اور حضرت طلحہؓ نے حضرت انسؓ کو حضورؐ کی خدمت میں بھیجا کہ ہمارے ہاں بکری کا چھوٹا سا بچہ ہے سو آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ آج دوپہر کو کھانے کے لئے تشریف لائیں۔ مگر حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سننے کے باوجود سب خندق والوں کو اعلان کرادیا کہ آج ظہر کا کھانا حضرت طلحہؓ کے گھر پر ہے۔ یہ سنتے ہی تمام صحابی جن کی تعداد چار ہزار کے قریب کہی جاتی ہے۔ حضرت طلحہؓ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے ادھر حضرت انسؓ نے جب یہ دیکھا تو بھاگتے ہوئے گھر آئے اور حضرت طلحہؓ کو تمام صحابہؓ کے آنے کی خبر سنائی۔ جو سنتے ہی حضرت طلحہؓ کو مارے گھبراہٹ کے کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کیونکہ اس چھوٹے سے بچے میں ہزاروں آدمیوں کو کس طرح کھلایا جاسکتا تھا۔ اور وہ شرم اور گھبراہٹ میں حضرت انسؓ پر خفا ہو رہے تھے کہ انہوں نے ٹھیک سے سمجھایا نہ ہوگا کہ ہمارے ہاں صرف بکری کا بچہ ہی ہے۔ تو حضرت انسؓ نے جواب دیا کہ انہوں نے اس طرح تین مرتبہ حضورؐ سے کہا تھا تو جب حضرت طلحہؓ پہ فکر اور گھبراہٹ چھائی ہوئی تھی اس وقت ان کی بیوی ام سلیم نے ان کو تسلی دی مدعو کیا ہے تو آپ فکر کیوں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی تدبیر ضرور کرے گا۔ آخر حضورؐ تشریف لائے اور انہوں نے پکے ہوئے کھانے کے برتن پر کپڑا ڈھکا اور ام سلیم سے کہا کہ اپنی پڑوسن کو بھی بلا لیجئے تاکہ آپ کے کام میں ہاتھ بٹائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آخر حضورؐ سے معجزہ ظاہر ہوا۔ اور اسی کھانے میں تمام صحابیوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ تو یہاں سمجھنے کی بات یہ بھی نکلی کہ اس نیک بیوی کا تحمل اور خدا اور اس کے رسول پر ایمان کیسا پختہ تھا۔

۲ ہمت وصبر

حضرت طلحہؓ کے ایک چھوٹا سا لڑکا لڑکا تھا جس سے آپ کو بے انتہا محبت اور پیار تھا۔ ایک دفعہ وہ بچہ بیمار پڑا حضرت ام سلیمؓ کو اندازہ ہوگیا تھا۔ کہ لڑکے کا وقت قریب آگیا ہے ایسی حالت دیکھتے ہوئے بھی آپ نے حضرت طلحہؓ سے کہا کہ آپ حضورؐ کی خدمت میں حاضری دیجئے اور بچہ کی فکر نہ کیجئے میں اس کی دیکھ بھال کروں گی حضرت طلحہؓ حضورؐ کی خدمت میں چلے گئے اور یہاں لڑکے کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ اور وہ تھوڑی ہی دیر میں انتقال کر گیا۔ اب اس صحابیہ کی ہمت دیکھئے کہ ادھر گھر میں لڑکا فوت ہوا اور اُدھر انہوں نے مکان کی صفائی کی کھانا تیار کیا اور اچھے کپڑے پہن کر شوہر کا انتظار کرنے لگیں۔ تھوڑی دیر میں حضرت طلحہؓ بھی آگئے۔ تو انہوں نے بچے کی خیریت پوچھی۔ تو ام سلیمؓ نے جواب میں کہا کہ "وہ آرام کر رہا ہے اور آپ کے سامنے کھانا پیش کیا۔ اور اچھے اچھے کپڑے پہنے اپنے خاوند کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جب سب کاموں سے فراغت کر چکے۔ تو ان کو لڑکے کے اور کہا پہلے کیوں اطلاع نہیں دی گئی۔ تو ام سلیمؓ نے جواب دیا کہ آپ کو اس سے زیادہ صدمہ پہنچتا اور آپ کھانا بھی تناول نہ فرماتے۔ اس لئے سوچا کہ سب چیز سے فراغت کرکے آپ کو مطلع کروں۔ پھر انہوں نے ابوطلحہؓ سے کہا کہ اب اس کی تجہیز وتکفین کیجئے اور اس پر نماز پڑھئے اور میں بھی نماز آپ کے پیچھے پڑھتی ہوں۔ اس کے بعد لڑکے کو دفن کیا گیا۔

اس واقعہ سے اس نیک بیوی کی ہمت و صبر کا بخوبی اندازہ ہوسکے گا کہ لڑکا فوت ہوا گھر میں اکیلی۔ اس پر بھی رونا پیٹنا تو کجا بلکہ دل کو تھام کر سب کام انجام دیے اور خاوند کی تسکین کا باعث بنی

۳ لڑکے کی تربیت

ام سلیم ایک دن اپنے لاڈلے بیٹے حضرت انسؓ جن کی عمر اس وقت دس سال کی تھی، لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا آپؐ اس لڑکے کو اپنے پاس رکھئے یہ آپ کی خدمت کرے گا اور اس کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لاڈلے سپوت کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کی عمر، مال اور اولاد میں برکت کے لئے دعا فرمائی جو آگے چل کر قبول ہوئی اور حضور کی خدمت میں دس سال رہنے کے بعد وہی نیک خاتون کا لاڈلا بیٹا ایک جلیل القدر صحابی بنا۔

از نصرت انجم

دعاء

مجھے دین کی فہم وحکمت عطا کر
شرافت شجاعت دے شوکت عطا کر

اگرچہ گناہوں نے رسوا کیا ہے
تو ہی سُرخروئی دے عزت عطا کر

ترے مصطفےٰ ہی کی امت سے میں ہوں
مجھے ان کی سچی محبت عطا کر

میں اسلام کی راہ میں جان دیدوں
مجھے ایسی توفیق وطاقت عطا کر

مہک جائے جس سے جہاں سارا یارب
مرے علم میں ایسی نکہت عطا کر

میں ہم مرتبہ ہوں ستاروں کی یارب
مجھے وہ مقدر وہ قسمت عطا کر

تیرے در پہ انجم یہی عرض لائی

محمد شفیع عمرالدین (حیدرآباد)

وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

ہر جاندار کو روزی پہنچانا اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے ذمہ لازم کر لیا ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّھَا وَمُسْتَوْدَعَھَا کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○

ترجمہ۔ اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ پر ہے اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھیرتا ہے۔ اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے۔ سب کچھ واضح کتاب میں ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

پہلے علم الٰہی کی وسعت بیان ہوئی تھی۔ یہ اُسی مضمون کا تکملہ ہے۔ یعنی زمین پر چلنے والا ہر جاندار جسے رزق کی احتیاج لاحق ہو اُس کو روزی پہنچانا خدا نے محض اپنے فضل سے اپنے ذمہ لازم کر لیا ہے جس قدر روزی جس کے مقدر ہے یقیناً پہنچ کر رہے گی۔ جو وسائل یا اسباب بندہ اختیار کرتا ہے وہ روزی پہنچنے کے دروازے ہیں۔ اگر آدمی کی نظر اسباب و تدابیر اختیار کرتے وقت مسبب الاسباب پر ہو۔ تو یہ توکل کے منافی نہیں۔ البتہ خدا کی قدرت کو ان اسباب عادیہ میں محصور و مقید نہ سمجھا جائے وہ گاہ بگاہ سلسلہ اسباب کو چھوڑ کر بھی روزی پہنچاتا یا اور کوئی کام کر دیتا ہے۔ بہرحال جب تمام جانداروں کی حسب استعداد غذا اور معاش مہیا کرنا حق تعالےٰ کا کام ہے۔ تو ضروری ہے کہ اُس کا علم اُن سب پر محیط ہے۔ ورنہ ان کی روزی کی خبرگیری کیسے کر سکے گا۔"

اللہ تعالےٰ پر توکل

جب یہ حقیقت بالکل عیاں ہے کہ ہر کس کی روزی کا اللہ تعالےٰ نے اپنے اوپر لے رکھا ہے۔ تو بندے کو روزی کی فکر نہ کرنی چاہیئے۔

قرآن را برحق شمر آیت بہ بیں بادل اگر
از بہر روزی غم مخور اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا

ہاں بندے کو اتنا کرنا چاہیئے کہ وہ جائز وسائل و اسباب جو روزی کو پہنچنے کے دروازے ہیں انہیں اختیار کرے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نہایت ہی موزوں نکتہ بیان فرمایا ہے ؎

گر توکل میکنی در کار کن
کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

یعنی روزے کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے یہ مراد نہیں کہ آپ بالکل بے کار ہو کر بیٹھے رہیں۔ بلکہ آپ کو کوئی جائز شغل یا پیشہ روزی کمانے کے لئے اختیار کرنا ضروری ہے پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں کہ وہ اس ذریعہ سے روزی عطا فرمائے گا۔

اب ذرا جانوروں کی حالت پر غور فرمائیں۔ ان کی اکثریت کل کے لئے ذخیرہ کر کے نہیں رکھتی۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہر روز روزی پہنچاتا ہے

وَکَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّۃٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَھَا ۖ اللّٰہُ یَرْزُقُھَا وَاِیَّاکُمْ ۖ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (عنکبوت آیت ۶۰)

ترجمہ۔ اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ہی انہیں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانیؒ

یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں اگلے دن کا قوت نہیں ہوتا۔ نیا دن نئی روزی (موضح)

پھر جو خدا جانوروں کو روزی پہنچاتا ہے کیا اپنے وفادار عاشقوں کو نہ پہنچائیگا خوب سمجھ لو رزاق حقیقی وہی ہے جو سب کی باتیں سنتا اور دلوں کے اخلاص کو جانتا ہے۔ ہر ایک کا ظاہر و باطن اس کے سامنے ہے۔ کسی کی محنت وہاں رائیگاں نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ اس کے راستہ میں وطن چھوڑ کر نکلے ہیں انہیں ضائع نہیں کرے گا۔ سامانِ معیشت ساتھ لے جانے کی فکر نہ کریں۔ کتنے جانور ہیں۔ جو اپنی روزی اپنی کمر پر لادے نہیں پھرتے پھر بھی رازق حقیقی ان کو ہر روز رزق پہنچاتا ہے

کسی عارف نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

داری شرف اے دل اگر ہردم بماں تو بے فکر
بر کوہ باشی یا بہر اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا

تلاش روزی

البتہ بندے کو چاہئے کہ روزی کی تلاش میں رازق حقیقی کو نہ بھولے صرف روٹی کا بندہ بن کر نہ رہ جائے اور فرائض عبودیت کو فراموش نہ کر بیٹھے قرآن کریم کے صاف اور واضح احکام پر غور کرو

وَاِبْرٰھِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْکًا ط اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ لَکُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰہِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْہُ وَاشْکُرُوْا لَہٗ ط اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ○

(عنکبوت آیت ۱۶، ۱۷)

ترجمہ۔ اور ابراہیم کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ تم اللہ کے سوا بتوں ہی کی عبادت کرتے ہو اور جھوٹ بناتے ہو۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں۔ سو تم اللہ ہی سے روزی مانگو اور اسی کی عبادت کرو۔ اور اسی کا شکر کرو اسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے

حاصل

یہ نکلا کہ امام الحنفاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تعلیم یہ تھی

(۱) ایک اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرو۔

(۲) اللہ سے ڈرو۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اس سے ڈر کر اس کے اوامر و نواہی پر

عمل کرو۔

۳۔ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرنا اور اس سے ڈرنا یہ باتیں بہت بھلی ہیں۔ جو دنیا میں اور آخرت میں فائدہ دیں گی۔

۴۔ غیر اللہ (بتوں وغیرہ) کی پوجا نہ کرو۔ تمہارا نفع یا نقصان یا روزی اللہ کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔

(۵) روزی اللہ تعالےٰ سے طلب کرو اللہ تعالےٰ کی روزی کھا کر اسی کی عبادت کرو۔ اس کی نعمتوں کا شکریہ بجالاتے رہو

(۶) مر کر قیامت کے دن سب کو اللہ تعالےٰ کے حضور میں حاضر ہونا ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

"حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

"اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتی ہے۔ سو جان رکھو۔ کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا ہے۔ اپنی خوشی کے موافق"

لہٰذا اس کے شکر گزار بنو۔ اور اسی کی بندگی کرو۔ وہیں تم کو لوٹ کر جانا ہے۔ آخر اس وقت کیا منہ دکھاؤ گے؟"

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا کہ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس روزی کا چبانا تمہارے ہی دانتوں کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ اس کو کوئی دوسرا شخص ہرگز نہیں چبا سکتا۔ لہٰذا نہیں چاہئے۔ کہ اپنی روزی عزت کے ساتھ کھاؤ۔ اور بے فائدہ اپنے آپ کو ذلیل و خوار نہ کرو۔ اور دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھانے والے مت بنو۔ یہ نکتہ نہایت ہی اچھا ہے اور بندے کو قناعت دینے والا ہے

(منہاج العابدین الی الجنۃ)

نیز اس حدیث پر غور کرو۔

حدیث: (عن ابی الدرداءؓ)

اِنَّ الرِّزْقَ لَیَطْلُبُ الْعَبْدَ اَکْثَرَ مِمَّا یَطْلُبُہٗ اَجَلُہٗ (جامع الصغیر)

ترجمہ۔ تحقیق رزق بندے کو اسی کثرت سے تلاش کرتا ہے۔ جس کثرت سے اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے یعنی موت سے قبل رزق مقسوم کا پہنچنا ضروری ہے۔ ایسا نہیں ہوگا کہ رزق مقسوم ملنے سے قبل بندہ مر جائے

جب یہ حالت ہے۔ تو تلاش روزی میں ذلیل ہونا کہاں کی عقلمندی ہے پرہیزگاری کا دامن چھوڑ کر حلال و حرام کی حدود سے تجاوز کرنا بے عقلی کی دلیل ہے۔

پرہیزگار اور اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرنے والے اللہ تعالےٰ کے اس حکم پر غور کریں۔ کہ ان کو بے قیاس و گمان روزی پہنچانے کا ذمہ اٹھایا ہے۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۝ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ط

(الطلاق آیت ۲-۳)

ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے۔ اور اسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ سو وہی اس کو کافی ہے

روزی رساں کے احکام سے انحراف نہ کرو

تلاش روزی میں ہمیں مقصد حیات نہ بھول جانا چاہئے اللہ تعالےٰ روزی دینے والا ہے۔ ہمیں اس کے احکام پر چلنا چاہئے۔ سب اوامر و نواہی پر عمل کرکے حق عبودیت اچھی طرح بجا لانا چاہئے۔

۱۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ ۝ (الذریت آیت ۵۶-۵۸)

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی زندگی کے لئے میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں بے شک اللہ بڑا ہی روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

۲۔ وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ (الذریت ایت ۲۲)

ترجمہ۔ اور تمہاری روزی آسمان میں ہے جس کا وعدہ کیا جاتا ہے۔

ہمارا روزی دینے والا بڑا زبردست اور طاقت والا ہے۔ اگر وہ روزی بند کرے۔ تو اور کوئی روزی دینے والا نہیں۔ لہٰذا ہمیں اس کے احکام پر چلنا چاہئے۔

اَمَّنْ ھٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُکُمْ اِنْ اَمْسَکَ رِزْقَہٗ ج بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ۝ (الملک آیت ۲۱)

ترجمہ۔ بھلا وہ کون ہے۔ جو تم کو روزی دے گا۔ اگر وہ اپنی روزی بند کرے۔ کچھ نہیں بلکہ وہ سرکشی اور نفرت میں اڑے بیٹھے ہیں۔

تنگیٔ رزق

یاد رہے۔ جو بندہ اللہ تعالےٰ کے احکام سے منہ موڑیگا۔ اس کی روزی تنگ ہوگی۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ۝ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَھَا ج وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ۝ وَکَذٰلِکَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ ط وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی (طٰہٰ آیت ۱۲۴-۲۷)

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا، تو اس کی زندگی تنگ ہوگی۔ اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اٹھائیں گے کہے گا اے میرے رب تونے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تونے انہیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج، تو بھی بھلا دیا گیا ہے۔ اور اسی طرح ہم بدلہ دینگے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا۔ اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیرپا ہے۔

یعنی

جو اللہ تعالےٰ کے ذکر (قرآن کریم) اور اس کی عملی شرح (حدیث شریف) کے مخالف چلے گا۔ اس کے احکام کو پس پشت ڈال کر ان احکام کے مطابق یہ چار روزہ زندگی بسر نہ کرے گا۔ تو اس کے دونوں جہان برباد ہیں۔

اس جہان میں باوجود مال و دولت کی فراوانی اور ظاہری نعمتوں کی موجودگی کے پریشان خاطر رہے گا۔ اطمینان قلب نصیب نہ ہوگا۔ سینہ کی تنگی میں مبتلا رہے گا حیرت، شک اور گمراہی کی اندھیریوں میں سرگرداں اور پریشان رہے گا۔ دنیا میں حلال اور پاک روزی میسر نہ ہوگی۔

مرنے کے بعد یہ تنگی عذاب قبر کی صورت میں ظاہر ہوگی۔

کرنے، اس کے حکموں پر نہ عمل کرنے یا اس پر ایمان نہ لانے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ میدان حشر میں اندھا کرکے اٹھایا جائیگا اس وقت اسے سوائے جہنم کے اور کچھ نظر نہ آئے گا۔

آئندہ نعمتوں کے اصول اور موجودہ مصائب سے نجات کا راستہ

حضرت نوح علیہ السلام جو باتیں اپنی قوم کو فرماتے ہیں۔ وہی لائحۂ عمل ہماری کامیابی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ رات دن آپ اپنی قوم کو یہ پیغام سناتے ہیں

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا (نوح آیت ۱۰)

ترجمہ۔ اپنے رب سے بخشش مانگو وہ بڑا بخشنے والا ہے۔

یعنی تعلق باللہ درست کرلو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ اپنی سابقہ خطاؤں اور گناہوں کی معافی مانگو۔

ایسا کروگے تو اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کردے گا جن کی بدولت تمہیں بکثرت روزی ملے گی۔

يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۭ

(نوح آیت ۱۰-۱۲)

ترجمہ۔ اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے لئے باغ بنا دیگا

یعنی

"ایمان و استغفار کی برکت سے قحط و خشک سالی (جس میں برسوں سے مبتلا تھے) دور ہوجائے گی اور اللہ تعالیٰ دھواں دھار برسنے والا بادل بھیج دے گا۔ جس سے کھیت اور باغ خوب سیراب ہونگے غلے، پھل، میوہ کی افراط ہوگی، مواشی وغیرہ فربہ ہو جائیں گے۔ دودھ گھی بڑھ جائیگا اور عورتیں جو کفر و معصیت کی شامت سے بانجھ ہو رہی ہیں۔ اولادِ ذکور جننے لگیں گی۔ غرض آخرت کے ساتھ دنیا کے عیش و بہار سے وافر حصہ دیا جائے گا۔

(تنبیہ) امام ابو حنیفہؒ نے اس آیت سے یہ نکالا ہے۔ کہ استسقاء کی اصلی حقیقت اور روح استغفار و انابت ہے۔ اور [illegible]

سنت صحیحہ سے ثابت ہوتی"۔
(حضرت مولانا عثمانیؒ)

اس بصیرت افروز حقیقت کو بیان کرنے کے بعد بندوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے اُن سے ایک سوال کیا جاتا ہے

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ

ترجمہ۔ تمہیں کیا ہوگیا تم اللہ کی کا خیال نہیں کرتے؟

(باقی آئندہ)

حرام کو حلال نہ سمجھو

یہی وہ زمانہ ہے۔ جس کے لئے حضورؐ کا فرمان ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ لوگ حلال و حرام کی تمیز نہیں کریں گے اُنہیں جو بھی مل جائے گا اُسے ٹھیک سمجھیں گے۔ تو مسلمانو تم حرام سے بچنا۔ ورنہ تمہارا کوئی عمل قابل قبول نہ ہوگا۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ لقمہ حرام سے انسان کے اعضاء و جوارح نافرمان اور آمادہ عصیان ہوجاتے ہیں۔

حضور اکرمؐ کا فرمان ہے۔ سادہ اور پاکیزہ خوراک حلال کی کمائی میں ہے۔ اور پاکیزہ مال وہ ہے جو تم اپنی حلال کمائی میں سے کھاؤ اور دعا کی قبولیت بھی لقمہ حلال میں ہے۔

حضورؐ کا فرمان ہے۔ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں۔ یا لوگوں کے مال پر ناجائز قبضہ کرلیتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں۔ فی زمانہ لوگوں میں حرام و حلال کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ صبح سے شام تک جھوٹ۔ دغا۔ فریب کے ذریعہ کماتے ہیں اور وہی کمائی خود بھی کھاتے ہیں۔ اور بال بچوں کو کھلاتے ہیں۔ جس سے قلوب سیاہ ہو گئے ہیں۔ اس کے لئے حضورؐ کا فرمان ہے۔ کہ ایک حرام کا لقمہ چالیس روز کی نماز ضائع کر دیتا ہے۔

سود خور رشوت خور کے لئے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔

یاد رکھیں جب تک ہمارے اندر لقمہ حلال نہیں جائے گا۔ ہماری نمازیں۔ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوسکتیں بلکہ ہماری تمام نیکیاں ضائع ہوجائیں گی۔

اسلام کی بنیاد ایمان کامل پر ہے اور ایمان کامل جب ہوگا۔ جب تقویٰ پرہیزگاری [illegible]

حلال روزی پیدا کرکے کھائے گا

انقلابی تحریک کے اصول

(۱) قرآن حکیم ایک بین الاقوامی نظام کا حامل ہے۔ جو انسانیت عامہ کے لئے ایک مستقل اور مؤثر بالذات حکمت عملی پیش کرتا ہے۔ اس کے نفاذ کے لئے کسی خاص زمانے یا کسی خاص قوم یا زبان کی قید نہیں۔ جس زمانے میں کوئی قوم اس کے پیدا کردہ انقلاب سے روگردانی کرکے ارتجاع (REACTION) میں مبتلا ہو جائے۔ اس زمانے میں کوئی جماعت قرآن کریم کے اصول پر عمل کرکے انقلاب برپا کرسکتی ہے۔ اور کامیاب ہوسکتی ہے۔ اس انقلاب کی بہترین مثال وہ ہے۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے تاریخ اسلام کے پہلے پچاس سال میں قائم کی اور یہ ہمیشہ کے لئے قرآنی اصول پر انقلاب برپا کرنے والی جماعتوں کے لئے آفتاب ہدایت کا کام دے گی۔

(۲) معاشی اونچ نیچ کسی اجتماع انسانی کی خرابی کا سب سے بڑا سبب ہوتی ہے۔ اس حالت کی اصلاح کے لئے انقلاب آتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اونچ نیچ دور ہو جاتی ہے۔ ہر شخص کی معاشی ضرورتیں پوری ہونے لگتی ہیں۔ اور خدا پرستی کے لئے وقت اور مہلت مل جاتی ہے۔

ضروری اعلان

اکثر حضرات چندہ بھیجتے وقت یا خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا مطلقاً حوالہ نہیں دیتے ان کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ بغیر خریداری نمبر کے اُن کی ڈاک کی تعمیل نہیں ہوسکے گی۔

شیخ عبدالحمید



محمود احمد

مسلمانوں کے اوقاف

آج تم دنیا کے کونے کونے میں عیسائیوں کے مدارس، کتب خانے اور اسپتال دیکھتے ہو جہاں سے خدمتِ خلق کی آڑ میں اسلام پر چھپ چھپ کر حملے کئے جاتے ہیں۔ اسلامی اقدار کو مٹایا جاتا ہے۔ اور ذہنوں پر مغربی تہذیب کا سکہ جما کر مسلمانوں میں احساسِ کمتری پیدا کیا جاتا ہے حصولِ آزادی کے بعد اب تک ہمارے بچے ان انگریزی اسکولوں کی فضا میں اپنی متاعِ ایمان کو دنیوی فوائد کی خاطر قربان کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ والدین کے پیش نظر ہے تو بچوں کی دنیوی فلاح و بہبود خواہ وہ کسی قیمت پر حاصل ہو۔ اب تک مشن اسکول جن کا مقصد حقیقی سب کو معلوم ہے ہمارے رؤسا اور متوسط طبقہ کے لئے اس قدر جاذبیت رکھتے ہیں کہ بچوں کے داخلہ کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے اور پھر اس پر فخر کیا جاتا ہے۔ ہم ہزاروں فیکٹریاں قائم کر چکے ہیں لیکن ان مشنری اسکولوں کے متبادل کتنی درس گاہیں ہم نے قائم کی ہیں؟ کتنے کتب خانے کھولے ہیں کتنے پرائیویٹ اسپتال بنائے ہیں؟

لیکن ایک زمانہ اسلام کے عروج کا بھی تھا جب یورپ تاریکیوں میں گھرا ہوا تھا۔ اور تمدن سے ناآشنا۔ اس وقت شہر شہر قریہ قریہ ہمارے ادارے تھے جن کو امراء اپنی طرف سے چلا رہے تھے۔ ول دورنٹ مشہور مصنف کا بیان ہے کہ ۱۹۵۰ء میں موصل میں پرائیویٹ کتب خانہ تھا جہاں طلباء کو کتابوں کے علاوہ کاغذ بھی مفت دیا جاتا تھا۔ شہر رے کی لائبریری (کتب خانہ) کے جلدوں کی فہرست دس بڑی جلدوں میں آتی تھی اور بصرہ کے کتب خانہ میں مصنفین کو ماہانہ وظیفہ بھی [illegible] یاقوت

رکھتا ہے تین سال تک مرو اور خوارزم کے کتب خانوں کو چھانتا رہا۔ جب جا کر اس نے اپنی مشہور جغرافیائی لغت تیار کی۔ افراد کے اپنے بھی پرائیویٹ کتب خانے ہوتے تھے۔ صاحب ابن عباس کا جو دسویں صدی میں گذرا ہے کتب خانہ اس قدر بڑا تھا کہ اس زمانہ کی تمام یورپ کی کتابیں مل کر بھی اس کے برابر نہیں ہوتی تھیں۔ مرتے وقت واقدی نے چھ سو بکس کتابوں سے بھرے ہوئے چھوڑے تھے جن میں سے ہر بکس اس قدر بھاری تھا کہ اس کو اٹھانے کے لئے دو آدمیوں کی ضرورت ہوتی تھی۔

امراء کے لئے یہ باعث ننگ تھا کہ اپنی دولت عوام کی بہبودی کے کاموں میں صرف نہ کریں۔ ان کے پیش نظر ایک فیکٹری کی مدد سے دوسری فیکٹری بنانا نہیں تھا۔ اور نہ وہ انکم ٹیکس سے بچنے کے لئے خیرات کرتے تھے۔

شاید ہمارے امراء کو ذیل کے واقعات پڑھ کر عبرت ہو اور وہ دولت کو صحیح مقاصد میں صرف کرنے کے لئے سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ قوم کی عزت میں سب کی عزت ہے اور قومی تباہی کے وقت اوپر والے ہی نیچے آتے ہیں اور سب سے زیادہ برباد ہوتے ہیں۔

دمشق میں پاگلوں، مجذوبوں اور جذامیوں کے مکانات کے علاوہ حیوانات کے لئے بھی وقف کئے گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مرجہ دمشق جو آج کل اہل شہر کی سیر گاہ ہے۔ ان گھوڑوں کے لئے وقف تھا جو جہاد میں تھک کر بیکار ہو جاتے تھے۔ شفاخانوں میں بعض طلباء کو وظائف بھی دئے جاتے تھے۔ چنانچہ بعض ادیبوں کا بیان ہے کہ نورالدین زنگی نے جو شفاخانہ قائم کیا تھا اس میں ایک وظیفہ اس غرض سے مقرر تھا کہ دو آدمی مریض کے پاس کھڑے ہو کر اس کے مرض کے

کہ مریض کو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ قصداً ایسا کر رہے ہیں۔

چنانچہ ایک دوسرے سے اس مرض کے سبب کی حقیقت دریافت کرتا تھا۔ دوسرا اس کا جواب دیتا تھا کہ مرض کوئی خطرناک نہیں۔ طبیب نے اس کے لئے فلاں فلاں دوائیں تجویز کی ہیں اور اس کا خیال ہے کہ صحت میں اتنے زمانے سے دیر نہ لگے گی۔ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں کرتے تھے۔ اور جب ایک پریشان خاطر مریض ان کو سن کر باور کرتا تھا تو اس کے نشاط اور قوتِ قلب میں مؤثر دواؤں سے زیادہ اضافہ ہو جاتا تھا۔ بالخصوص عصبی مزاج کے لوگوں کے لئے اس قسم کی گفتگو اور بھی زیادہ مؤثر ہوتی تھی۔

ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ ایک مکان میں بہترین بڑے چینی کے برتن لوگوں نے اس غرض سے وقف کر رکھے تھے کہ اگر غلام سے اپنے آقا کا برتن ٹوٹ جائے اور وہ اس کا موردِ عتاب ہو تو وہاں جا کر ٹوٹا ہوا برتن رکھ دے اور اس کے عوض صحیح برتن لے جائے۔

گرمیوں میں ایک وقف مسافروں کے لئے تھا۔ جس کے ذریعہ سے ان کو برف کا شربت پلایا جاتا تھا۔ سوڈان میں بھی احمد پاشا نے ایک زمین جذامیوں کے لئے وقف کی تھی۔

مکہ معظمہ میں متعدد اوقاف تھے۔

ایک وقف اس غرض سے کیا گیا تھا کہ اس کے منافع سے مکہ میں کتوں کا آنا بند کیا جائے۔

ایک وقف شادیوں اور تقریبوں میں زیورات اور سامان آرائش کے مستعار دینے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اور عوام فقراء بلکہ متوسط طبقہ کے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اور شادیوں اور جلسوں میں جن زیورات کی ضرورت ہوتی تھی ان کو مستعار لے کر پھر واپس کر آتے تھے۔ اس طرح ایک محتاج شخص اپنی شادی میں عمدہ لباس پہنتا تھا۔ متوسط درجہ کے لوگوں کو بھی ان سامانوں کے خریدنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

ایک وقف اس غرض سے کیا گیا تھا کہ محتاج لوگ مفت حمام کر سکیں۔ اس کی صورت [illegible]

تھیں اور ہر تھیلی میں اس قدر رقم ہوتی تھی کہ حمام کی اجرت کے لئے کافی ہو۔ جو غریب حمام میں داخل ہوتا تھا تو ایک تھیلی اٹھا لے جاتا تھا۔ اور اس کو اجرت میں دے کر حمام کر لیتا تھا۔ ایک وقف جذامیوں اور اپاہجوں کے لئے بھی تھا۔ اس کے علاوہ ایک اور وقف دوشیزہ اور قابل نکاح لڑکیوں کے نکاح کے لئے بھی تھا۔

ایک وقف محتاجوں کے لڑکوں کے ختنہ کے لئے تھا جس کے ذریعہ سے اس کو ختنہ کے وقت لباس اور روپیہ دیا جاتا تھا۔ ایک وقف جس کے منافع سے رمضان میں مفت مٹھائی تقسیم ہوتی تھی۔ دمشق کی طرح ٹونس میں بھی ایک وقف اس غرض سے کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کے ہاتھ سے برتن ٹوٹ جائے تو وہ وہاں جا کر اس کے عوض دوسرا صحیح و سالم برتن لے لے۔ اسی قسم کا ایک وقف فارس میں بھی ہے۔ ایک اور وقف سامان سفر اور دعوتوں اور جلسوں میں فرش وغیرہ کے مستعار دینے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

مصر میں ایک وقف یتیموں کے رہنے اور ایک وقف محتاجوں کے بچوں کے لباس اور ایک وقف کتوں کے کھانے کے لئے موجود تھا۔

ٹیونس خضرا میں ایک وقف تھا جس کا نفع یتیم بچوں اور غریبوں کی لڑکیوں کے نکاح پر صرف ہوتا تھا۔ ایک وقف بچوں کی حوصلہ افزائی اور تفریح خاطر کے لئے تھا ایک مخصوص دن یعنی جمعرات کے روز بچے جمع ہو جاتے تھے۔ ہفتہ بھر کا پڑھا ہوا سناتے۔ اس کے بعد ان کو چند درہم دئے جاتے تاکہ ان کا حوصلہ بڑھے۔

سال کے بعض دنوں میں ٹیونس کے ساحلوں پر ایک قسم کی مچھلیاں نہایت کثرت سے آتی ہیں۔ اس غرض سے ایک وقف کیا گیا تھا کہ اس کے نفع سے یہ مچھلیاں خرید کر غریبوں کو تقسیم کی جائیں۔

فارس میں ایک وقف اس غرض سے بھی قائم کیا گیا تھا کہ اگر کسی کے اوپر تیل گر جائے یا اس کے کپڑے میں کوئی چیز لگ جاتے تو وہ اس وقف سے دوسرا کپڑا خرید سکے۔ فارس میں سیدی [illegible]

کے لئے ایک وقف کیا تھا جس کے نفع سے ان کو روزانہ کھانے پینے کا سامان مل جاتا تھا۔

مراکش میں ایک مکان تھا جس کا نام سیدی فرج ہے۔ اس کے متعلق بہت سے اوقاف تھے۔ یہ مجذوبوں اور اپاہجوں کا ٹھکانا تھا۔ ان سے غریبوں کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا جاتا اور غریبوں کو جاڑے کی ابتدا میں ان اوقاف کے نفع سے کپڑا تقسیم کیا جاتا تھا۔

مراکش میں ایک عمارت ہے۔ جو اس قدر بڑی ہے کہ اس کو ایک شہر کہا جا سکتا ہے اور تمام دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں اس میں چھ ہزار اندھے رہتے تھے۔ سوتے، کھاتے، اور پڑھتے تھے۔ اور ان کے لئے خاص نظام و قوانین موجود تھے۔

ایک وقف ان مؤذنوں کے لئے تھا جو رات کو باری باری جاگتے تھے۔ اور نرم آواز میں ایک گھنٹہ تک تسبیح پڑھتے تھے۔ ان مؤذنوں کو مونس الغریب یا مونس المرضی کہتے تھے۔ کیونکہ مریض کو نیند نہیں آتی اور ہر وقت کوئی شخص ان کے لئے بیدار نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اس مؤذن سے بہتر اس کا کوئی رفیق نہیں۔ دمشق کی طرح مراکش میں بھی گرمیوں کے موسم میں ٹھنڈا پانی پلانے کے لئے ایک وقف تھا۔

ایک عمارت کا نام دار الدقہ تھا۔ جس پر بہت سے اوقاف تھے۔ یہ عمارت اس غرض سے قائم کی گئی تھی کہ جن عورتوں کو اپنے شوہر سے ناراضی پیدا ہو جاتے وہ وہاں جا کر آرام کریں، کھائیں پیئیں۔ یہاں تک کہ اس ناراضی کا خاتمہ ہو جائے۔

ایک وقف کا نام سیدی علی ابی طالب تھا۔ جس کا نفع مصیبت زدہ لوگوں پر صرف کیا جاتا تھا فارس میں ایک اور وقف راستوں سے کنکر پتھر کے ہٹانے کے لئے تھا۔

مسلمانوں کے کار خیر کی یہ مثالیں ہیں اور یورپ نے اگرچہ انتہائی تمدنی ترقیاں کر لی ہیں۔ اور انسانی مصائب کے دور کرنے میں انتہائی احتیاط سے کام لیتا ہے۔ تاہم وہ بھی اس قسم کی [illegible]

بقیہ۔ سورۃ الفیل کی تفسیر

مطلب یہ ہے کہ جس چارہ کو گائے بیل کھا کر ایسا پراگندہ منتشر مبتذل، بدصورت، نکما اور چورا چورا کر چھوڑتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

مطلب یہ ہے کہ خدا نے ان کا تہس نہس کر دیا اور عام خاص کو ہلاک کر دیا۔ اُن کی ساری تدبیریں رائگاں گئیں اور کوئی بھلائی انہیں نصیب نہ ہوئی۔ ایسا بھی کوئی ان میں صحیح سالم نہ رہا جو ان کی خبر پہنچائے خود بادشاہ بھی گوشت کے ایک لوتھڑے کی طرح ہو گیا تھا جوں توں صنعا میں پہنچا اس کا کلیجہ پھٹ گیا۔ اور واقعہ بیان ہی کیا تھا کہ مر گیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا یکسوم ان کا بادشاہ بنا پھر اس کے دوسرے بھائی مسروق بن ابرہہ کو سلطنت ملی۔ اس طرح ہوتے ہوتے ابرہہ کے خاندان سے سلطنت نکل گئی۔ پھر قبیلہ حمیر یہاں کا بادشاہ بن گیا۔ عربوں نے اس پر بڑی خوشی منائی۔ اور چاروں طرف سے مبارکبادیاں موصول ہوئیں۔

بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالے نے مکہ پر سے ہاتھیوں کو روک لیا اور اپنے نبی کو وہاں کا قبضہ دیا اور اپنے ایماندار بندوں کو، سنو اس کی حرمت آج ویسے ہی لوٹ کر آ گئی ہے جیسے کل تھی۔ خبردار ہر حاضر کو چاہئے کہ وہ غیر حاضر کو یہ خبر پہنچا دے۔ (تفسیر ابن کثیر)

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

یہ قصہ عذاب الٰہی کا ایک نمونہ تھا اور اس میں کئی خرق عادت باتیں شامل تھیں۔ (۱) ہاتھی اٹک اٹک کر بیٹھ جاتے تھے۔ اور ایک قدم آگے نہ رکھ سکتے تھے (۲) چڑیوں کا اس کثرت اور ہجوم سے آنا دریائے شور کی طرف سے، حالانکہ ظاہرہ طور پرندوں کی بود و باش کی جگہ نہیں اور پھر ان چڑیوں کو اس واقعہ کے بعد کسی نے نہیں دیکھا (۳) ان زہریلی کنکریوں کا لانا کہ ان کا ٹھکانا معلوم نہیں۔ ان پتھروں میں ایسا زہر تھا کہ بدن پر لگتے ہی سارا بدن چکنا چور [illegible] تھا۔ [illegible]

بقیہ:۔ مجلس ذکر

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

آپ تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں ہمارے اسلاف اسی جذبہ سے سرشار پامردی و عزیمت کی جیتی جاگتی تصویریں نظر آئیں گے۔ جہاں کہیں حق و باطل میں معرکہ آرائی ہوئی۔ اللہ کے نام کی عظمت اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس پر مرمٹنے کا سوال پیدا ہوا، دین حق پر کوئی آڑا وقت آ گیا، طاغوتی طاقتوں نے سر اٹھایا اور حق و صداقت کی آواز دبتی دکھائی دی تو کبھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کا ہدیہ پیش کر کے دین کی عزت رکھ لی۔ کبھی امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قید و بند کی صعوبتیں جھیل کر حق و صداقت کی حفاظت کی۔ کبھی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی صدائے عزیمت آڑے آ گئی۔ کبھی سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی شکل میں آوازہ حق بلند ہوا۔ کہیں شیخ الہندؒ اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ نے مالٹا میں اسیر ہو کر جہاد حریت کا علم بلند کیا کہیں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے روپ میں بولتا ہوا دین حق کا مجسمہ طاغوتی طاقتوں کے سامنے سینہ سپر ہو گیا اور کہیں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں رشد و ہدایت کا آفتاب فروزاں باطل پرستوں اور مادیت زدہ ذہنوں کو چکا چوند کرنے کے لئے دین مبین کے مطلع پر نمودار ہوا۔ اور روحانیت کی طرف سے تمام مخالفین اسلام کے لئے چیلنج بن کر اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر رہا۔

برادران محترم! حق و باطل اور خیر و شر کے مقابلہ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ہمارے اسلاف نے مصائب سے منہ موڑا ہو، تکالیف برداشت کرنے سے روگردانی کی ہو، جی ہارا ہو یا میدان وغا میں کودنے سے جی چرایا ہو۔ وہ ہمیشہ یقین کامل، [illegible]

کے سامنے سینہ سپر ہوتے اور میدان عمل میں اپنی جان کی آخری بازی ہارنے سے بھی قطعی گریز نہ کرتے۔

عزیزان گرامی قدر! یہ تو اکثر ہوا کہ ان کی گردنیں راہِ خدا میں تن سے جدا ہو گئیں۔ لیکن چشم فلک نے یہ نظارا کبھی نہیں دیکھا ہو گا کہ ان کی گردنیں غیر اللہ کے سامنے جھکی بھی ہوں —— بے شک وہ گردنیں جو کسی غیر کے آگے بھی جھکتی ہوں وحدہٗ لاشریک خدا پر ایمان لانے والے مردان ذی وقار کی گردنیں نہیں ہو سکتیں۔

برادران عزیز! آج جبکہ شیطانی قوتیں اپنے زور و شور سے حصار اسلام پر تابڑ توڑ حملے کرنے میں مصروف ہیں مختلف انداز میں مختلف برائیاں معاشرہ میں جڑ پکڑ رہی ہیں دین حق پر استہزاء ہو رہا ہے۔ دینی عظمتوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ شعائر اسلامی کی توہین کھلے بندوں جاری ہے۔ حق مظلوم اور باطل کھل کھیل رہا ہے آپ پر فرض عائد ہوتا ہے کہ حق کی حمایت اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی حفاظت کے لئے اپنے اسلاف کی سنت کو تازہ کریں۔ باطل کے مقابلہ پر ڈٹ جائیں اور اپنی ضمیر سے فیصلہ کرنے کے بعد اعلان کریں کہ ہماری جانیں تو قربان ہو سکتی ہیں مگر دین خداوندی کی عظمت پر حرف آئے اور ناموس رسالتؐ پر حملہ ہو یہ ہمیں کسی شکل اور کسی صورت میں گوارا نہیں۔

یہی حق پرستوں کی راہ ہے۔ اور اسی کا اسلام آپ سے تقاضا کرتا ہے

وما علینا الا البلاغ۔

بقیہ:۔ مسلمانوں کے اوقاف

ص ۱۶ سے آگے

اوقاف مٹ گئے ہیں۔ یا ان کے متولی خود ان کو اپنے تصرف میں لاتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسلام کی ترقی کے زمانے میں اس قسم کے آثار خیر موجود نہ ہوں۔

نقد و نظر

مشتاق حسین بخاری

نام کتاب/رسالہ:۔ "تنویرات" (مجموعہ کلام)
تصنیف:۔ حافظ نور محمد انور
صفحات:۔ ۱۱۲۔ قیمت ۱½ روپیہ صرف
ناشر:۔ دارالتصنیف والاشاعت ۱۴۴۔ بی شاہ عالم لاہور

اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان امت کی منظوم تعریف جوشِ ایمان پیدا کرتی ہے۔ یہیں سے جذبۂ عمل ظہور پذیر ہوتا ہے اور مومن سچا مسلمان بن جاتا ہے۔ یہ تو ہے جوش و جذبات کا صحیح رُخ۔ حضرت سیدنا حسان بن ثابتؓ ملک الشعرائے اسلام ہیں۔ آپ دربار نبوی کے شاعر تھے لیکن اس زمانۂ انحطاط میں نعت نویسوں اور نعت خوانوں کا عجب حال ہے فلمی طرز پر نعتیں لکھی اور گائی جاتی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ گانے کی حظ کا لطف آ جاتا ہے مگر الفاظ مختلف ہوتے ہیں۔ پھر نعتیں طبلے کی آواز اور ستار کی تال پر گائی بجائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے نعت خوانوں سے نجات دے جو سماع کے نام پر مقبول فلمی گانوں کو مقبول تر بناتے ہیں۔

حافظ انور صاحب ماشاء اللہ مسلمان شاعر ہیں ان کے ہاں نہ تو غلو فی المحبت ہے اور نہ فرضی واقعہ نگاری۔ نہایت پاک خیالات شگفتہ زبان میں نظم کئے گئے ہیں۔ حفظ مراتب پوری طرح ملحوظ خاطر ہے۔ مجموعہ کے شروع میں جناب علامہ خالد محمود صاحب کا دیباچہ ہے جس میں انور صاحب کی شاعری پر خوب روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتابت طباعت اور کاغذ سب معیاری ہیں۔

جذبات غم یہ مجموعۂ کلام بھی جناب حافظ انور صاحب کے علم و فکر کا نتیجہ ہے جو حالیہ سالوں میں ہم سے بڑے بڑے بزرگان دین چھن گئے۔ حضرت شیخ التفسیرؒ، حضرت امیر شریعتؒ، حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ، حضرت رائے پوریؒ اور دیگر حضرات کی یاد میں انور صاحب نے اپنے جذبات رقم بند کئے ہیں۔ شاعر موصوف اچھے تاریخ گو بھی ہیں۔ آخر میں متعدد بزرگوں کی تواریخ ارتحال لکھی ہیں۔

رسالہ کا ہدیہ ۲۵ پیسے ہے۔

ارتفاقات سے کیا مراد ہے؟

انسان اس دنیا میں زندگی بسر کرتا ہے تو اُسے دو قسم کی دقتیں پیش آتی ہیں :-

۱- وہ اپنے روزمرہ کے کام میں بعض رکاوٹیں پاتا ہے - مثلاً کسی وزنی چیز کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے کی حاجت ہوتی ہے - کسی بھاری وزن کو اوپر اٹھانے کی ضرورت پڑتی ہے -

۲- زندگی کے مسئلوں پر غور کرتا ہے تو اُسے بعض گتھیاں سلجھانی پڑتی ہیں - مثلاً حیات کیا ہے ؟ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے ؟ کیا انسان مرکر ہمیشہ کے لئے فنا ہو جاتا ہے ؟ سوسائٹی کے نظام میں جو بگاڑ پیدا ہو گیا ہے، اس کے کیا اسباب ہیں ؟ وغیرہ وغیرہ -

عقلمند لوگوں نے ان مشکلات کے آسان حل دریافت کئے ہیں اور دریافت کرتے رہتے ہیں - معاشی اور فکری مشکلات پر آسانی سے عبور حاصل کر لینے کے ان طریقوں کو ارتفاقات یا مرافق کہتے ہیں -

ارتفاق کا مادہ رِفق ہے - جس کے معنی نرمی یا نرمی سے کام لینے کے ہیں - اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے فائدے کی جتنی چیزیں ہیں وہ کائنات میں موجود تو ہیں لیکن وہ انسان کے خود بخود کام نہیں آتیں وہ "سرکش" اور "باغی" ہیں - انسان کو انہیں رام کر کے نرمی کے ساتھ کام لینا پڑتا ہے - ایسے ہی دنیا پر [redacted]

انگلستان اور یورپ میں

اسلامی لٹریچر انگریزی زبان میں

مندرجہ ذیل پتہ سے مفت حاصل کیا جا سکتا ہے - یہ لٹریچر قرآن پاک اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے معیار کے مطابق ہوگا - اس کے علاوہ انگلستان میں مزید معلومات برائے تبلیغ اور تمام تبلیغی اداروں کے پتے بھی ذیل کے پتہ سے معلوم کریں اگر کوئی تبلیغی جماعت یا مبلّغ اسلام یورپ میں اشاعت اسلام کی غرض سے تشریف لائے - تو اپنی خدمات کا موقع اپنے اس غریب بھائی کو دیں - کیونکہ ناچیز اپنے اسلامی بھائیوں کی خدمت کر کے اپنے دل کو خوش رکھنا چاہتا ہے - مجھے امید ہے اللہ والی جماعت مجھ کو اپنی خدمت کا موقع دے گی - پتہ یہ ہے :-

انٹرنیشنل تبلیغی اسلامی مشن

3 NEW STREET

SLAITHWAITE

HUDDERSFIELD U.K

۵- ہے - چنانچہ ہاتھی اور شیر کی بدنی قوت، گھوڑے اور ہرن کی رفتار، کتے کی سونگھنے کی قوت، باز کی دیکھنے کی طاقت اور زرافے کی سننے کی قوت انسان کی ان قوتوں سے کہیں زیادہ [redacted]

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں - اس کے بغیر تعمیل نہیں ہو سکے گی -

بچوں کیلئے

بزرگوں کے فیصلے

مرتبہ حافظ محمد امین صاحب لاہور

○ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے ایک عیسائی گداگر کو ایک دفعہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں بھیک مانگتے دیکھا تو اسے اپنے پاس بلا کر اس کی تباہ حالی کے متعلق دریافت فرمایا۔ اس کے حالات سننے کے بعد فاروق اعظمؓ فرمانے لگے کہ جوانی میں ہم تجھ سے ٹیکس (جزیہ) وصول کیا کرتے تھے۔ لہٰذا اب عالمِ پیری میں تجھے اس حالت میں نہیں دیکھ سکتے۔ چنانچہ آپ نے حکم فرما دیا کہ تا حیات اس کے تمام مصارف شاہی خزانہ (بیت المال) سے ادا کئے جائیں۔

○ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو پہلے دن رات گئے تک اپنے پیش رو خلیفہ سلیمان کی تجہیز و تکفین میں مصروف رہے۔ اور صبح کے وقت تھوڑی دیر کے لئے آرام کرنا چاہا۔ تو آپ کے بیٹے نے کہا کہ حق داروں کے حقوق دوسروں کے ہاتھ میں ہیں، اور آپ آرام کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے حق داروں کو ان کے حقوق پہنچائیں۔ اس پر حضرت عمرؒ نے فرمایا کہ ظہر کے بعد یہ کام سرانجام دوں گا مگر بیٹے نے پھر عرض کی کہ شاید ظہر تک آپ کی زندگی ہی ختم ہو جائے۔ یہ سننا تھا کہ آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور کاروبارِ سلطنت میں مصروف ہو گئے۔

○ عید کے دن تمام دنیا کے بچے نئے لباس پہنے ہوئے ہیں مگر خلیفۂ وقت حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ کے بچوں کے پاس عید کے دن بھی کوئی نیا لباس نہیں۔ بچے نئے کپڑوں کے لئے اصرار کرتے ہیں۔ تو حضرت عمرؒ خزانچی کو ایک مہینہ کی تنخواہ بطور پیشگی دینے کا حکم لکھ بھیجتے ہیں۔ مگر خزانچی جواب [illegible]

تو کوئی تامل نہیں۔ لیکن شاید آپ ایک مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی فوت ہو جائیں۔ یہ جواب سننے کے بعد حضرت عمرؒ خاموش ہو جاتے ہیں اور بچوں کو سمجھا بجھا کر وہی پرانا لباس پہننے پر راضی کر لیتے ہیں۔

○ علی ابن حمود نے اپنے دورِ حکومت میں مکمل امن و امان کی منادی کرائی۔ اور حکم دیا کہ کوئی آدمی رعایا کے مال پر ہاتھ نہ ڈالے۔ چنانچہ ایک دفعہ اس نے ایک سپاہی دیکھا۔ جس کے ہاتھ میں انگور کی ایک ٹوکری تھی۔ اس پر ابن حمود نے سپاہی سے ٹوکری کے متعلق سوال کیا تو سپاہی نے جواب دیا کہ میں نے یہ ٹوکری وہاں ہی سے حاصل کی ہے جہاں سے ایک سپاہی کر سکتا ہے۔ (ایک عام باغ سے) ابن حمود یہ جواب سن کر بہت رنجیدہ ہوا اور سپاہی کا سر قلم کر کے اسی ٹوکری میں رکھوا کر سارے شہر میں پھرایا۔ تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔ اور کسی کو کسی کے مال پر دست درازی کی جرأت نہ ہو سکے۔

○ ہمدانی لکھتا ہے۔ کہ ایک غریب حبشی ایک بار سلطان ملک شاہ سلجوقی کے دربار میں فریاد لے کر حاضر ہوا۔ کہ اس کا تربوز چند سپاہیوں نے چھین لیا ہے۔ بادشاہ نے سپاہیوں کی تلاش کا حکم دیا۔ مگر تربوز ایک اور بڑے سردار سے مل گیا۔ بادشاہ نے سردار کو سپاہیوں کے نام ظاہر کرنے کا حکم فرمایا۔ سردار نے پس و پیش کی۔ تو بادشاہ نے سردار کو حبشی کا غلام بنا دیا۔ بعد میں سردار نے نہایت منت و سماجت اور تین سو روپے دے کر حبشی سے چھٹکارا حاصل کیا۔

○ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے خلیفہ بننے کے بعد اپنا اتنا وظیفہ مقرر [illegible]

کافی تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کی اہلیہ محترمہ نے گھر میں شیرینی پکائی۔ تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ خرچ کہاں سے آیا ہے جبکہ ہمارا وظیفہ تو بمشکل ہماری کفالت کر سکتا ہے۔ اس پر آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کی کہ میں نے روز کے خرچ سے تھوڑا تھوڑا بچا کر یہ خرچ جمع کیا تھا اور آج اس سے شیرینی تیار کر لی ہے۔ دوسرے دن آپ نے اپنے وظیفے میں اتنی کمی کر دی جتنا آپ کی بیوی روزانہ بچاتی تھیں۔ اور فرمایا کہ ہمیں روزانہ اتنا وظیفہ زیادہ ملا کرتا تھا۔ جب بیوی نے احتجاج کیا تو فرمایا کہ بادشاہ بیت المال کا امین ہے۔ مالک و مختار نہیں۔ اور اس میں میرا اتنا ہی حق ہے جتنا ایک عام مسلمان کا۔

صرف یہی نہیں آپ نے شادی کے بعد اپنی بیوی کے وہ تمام زیورات جو انہیں جہیز میں باپ کی طرف سے ملے تھے۔ بیت المال میں جمع کرا دیا۔ اور فرمایا کہ یہ مسلمانوں کا مال ہے کیونکہ تمہارے باپ نے یہ سارے زیورات بیت المال سے بنوائے تھے۔ اس لئے اب ان کو بیت المال میں ہی رہنا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں بھی ایسے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین! (ماخوذ)

نظامِ نو

اسلام زندگی کا مکمل پروگرام پیش کرتا ہے۔ خواہ گھر کی زندگی ہو یا قومی اور بین الاقوامی زندگی۔ وہ ہر قسم کا ظلم سیاسی اور معاشی دور کرتا ہے۔ جو لوگ اپنی نفسانی غرضوں کی خاطر جھوٹ اور ظلم سے چمٹے ہوئے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ قرآن کا سچائی اور انصاف والا نظام قائم ہو اس لئے ٹکراؤ ہوتا ہے۔ اسلام اپنی انقلابی و جہادی قوت کے زور سے ظلم کو دور کرتا اور غالب آتا ہے یہی قرآنی انقلاب ہے۔ ہر مسلمان قرآنی انقلابی جماعت کا رکن ہے۔ اس کی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ وہ اسلام کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے جد و جہد کرے۔

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری G / ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰ - ۲۷۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

تجارت اور دیانت

ہمارے ہادیٔ اعظم رسول مقبولؐ نے تجارت کو پسند فرمایا ہے۔ اور تجارت کی ترغیب فرمائی ہے۔ اسلامی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ مسلمان تاجروں نے اپنے گھروں سے ہزاروں میل دُور پہنچ کر تجارت کی اور تجارت کے ساتھ اعلیٰ اخلاق و کردار کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ اُن کے خریدار نہ صرف مستقل گاہک بن گئے بلکہ اُن کے اخلاق عالیہ سے متاثر ہو کر اسلام بھی قبول کر لیتے تھے۔ حضورؐ کا فرمان ہے کہ سچے اور دیانتدار تاجر کا حشر انبیاء کے ساتھ ہوگا۔ آپؐ کی خواہش تھی کہ میری امت بھی میرے قدم بقدم چلے۔ مگر افسوس! مسلمانوں نے آپؐ کے اصولوں کو ترک کر دیا اور دولت کمانے کے لئے ناجائز طریقے اختیار کر رکھے ہیں۔ فی زمانہ لوگ دھوکہ اور عیاری سے دولت کمانے کو بڑا فخر سمجھتے ہیں۔ آپؐ کا فرمان ہے کہ ناجائز طریقے سے کمائی ہوئی دولت تباہی کا باعث ہوتی ہے اور گذشتہ قومیں بھی بددیانتی اور بے ایمانی کے باعث تباہ ہوئیں یہ بھی فرمایا کہ جو شخص گرانی کے انتظار میں غلہ روکتا ہے وہ ملعون ہے۔ اس سے ثابت ہؤا کہ ہر وہ چیز جو ضروریاتِ زندگی میں سے ہو اُس کو دام بڑھنے کے خیال سے روکنا سخت گناہ ہے۔ ہم اپنے پیشے یا روزی میں سچی خوشی اُسی وقت محسوس کریں گے جب اُس کے طریقے بھی جائز ہوں۔ کاروبار وہ ہے جس میں برکت اور فراوانی کے ساتھ ساتھ عزت اور بازار کی ساکھ بھی قائم ہو۔ مزدوری کے متعلق حکم ہے کہ پسینہ خشک ہونے سے قبل طے شدہ مزدوری ادا کر دو ورنہ قیامت کے دن جواب دینا ہوگا۔

محمد امین۔ دہلی کالونی کراچی ۶